جامعہ حمادیہ کراچی پاکستان کا ترجمان

ماہنامہ الحماد کراچی

شمارہ نمبر 02 / جلد نمبر 28

صفر المظفر 1443ھ / اکتوبر 2021ء

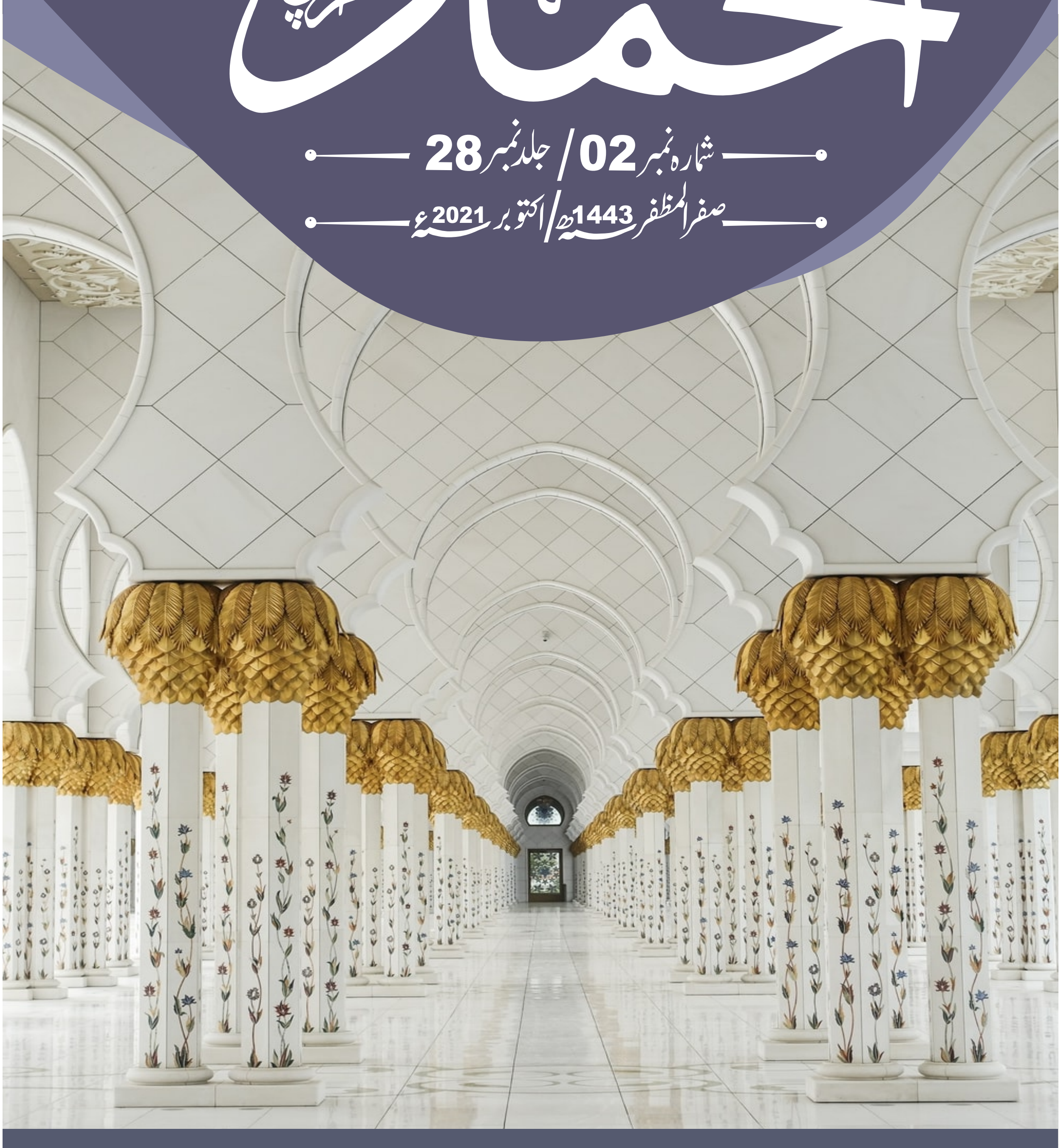

Caresse
NATURALS
Hand Wash
benefits
Economical than soap bars
Use till last drop
Hygienic
Antibacterial
Rich fragrance
Thick gel gives more washes compared to other brands
PROTECTED

ماہنامہ الحمّاد کراچی

RED. NO. M.C 898

شمارہ نمبر 02 ❁ جلد نمبر 28

صفر المظفر 1443ھ

اکتوبر 2021ء

بیاد
مرشد الموحدین قطب الاقطاب حضرۃ مولانا حمّاد اللہ ہالیجوی رحمۃ اللہ علیہ

بانی
پیرِ طریقت رہبرِ شریعت یادگارِ اسلاف حضرۃ مولانا عبد الواحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

صدر
حضرۃ مولانا قاسم عبد اللہ صاحب مدظلہ

مجلس ادارت

مدیر منتظم
مولانا شاہد عبد اللہ صاحب مدظلہ

مدیر مسؤل
مولانا قاسم عبد اللہ صاحب مدظلہ

مجلس مشاورت

مولانا حکیم محمد مظہر صاحب مدظلہ
مولانا ناصر عبد اللہ صاحب مدظلہ
مولانا مفتی عاصم عبد اللہ صاحب مدظلہ
پروفیسر مصباح العرفان صاحب

بیرون ملک نمائندے

قاری محمد اقبال صاحب مکہ مکرمہ
مولوی محمد حیات صاحب مدینہ منورہ
مولانا حبیب البشر صاحب جدہ
شیخ مطیع الرحمٰن صاحب جدہ
جناب احفاظ الرحمٰن صاحب (امریکہ)
جناب حاجی محمد یونس صاحب (انگلینڈ لندن)

ترتیب وتصحیح
مفتی حمید الرحمٰن قاسم حفظہ اللہ ❁ مفتی جنید شمس حفظہ اللہ

ترئین وکمپوزنگ
جناب انیس یوسف زان حفظہ اللہ

ڈیزائننگ
جناب حافظ عمار حمید حفظہ اللہ

طابع: الجنّت پرنٹنگ پریس
مقام اشاعت: جامعہ حمّادیہ
سرورق: شیخ زاید مسجد (ابو ظبی)

مضمون نگار حضرات سے ضروری گزارش!

۱...... ماہنامہ الحمّاد، ملت اسلامیہ کی پاسبانی ورہنمائی کرنے والا ادارہ جامعہ حمادیہ کراچی کا ترجمان ہے، اس لیے مضامین میں اُس کی فکر کو خاص طور پر ملحوظ رکھیں۔

۲...... مضامین علمی، فقہی، ادبی، اصلاحی کسی بھی انداز کے ہوسکتے ہیں، لیکن کوشش کی جائے کہ اپنی بات جامعیت و اختصار کے ساتھ پیش کی جائے۔ مضمون کو غیر ضروری طول دینے سے احتراز کیا جائے۔

قیمت فی پرچہ
اندرون ملک =/35 روپے

زرِ سالانہ
اندرون ملک PKR: 400.00
بیرون ملک USD: 35.00

برائے تعاون وزرِ سالانہ

جاز کیش JazzCash +92-300-1201016

MCB Title: AL-HAMMAD (RESALA)
A/C NO. 0103601010009449

Jamia Hammadia
Karachi, Pakistan

www.JamiaHammadia.com
Write@JamiaHammadia.com
Fatwa@JamiaHammadia.com

جامعہ حمادیہ کراچی پاکستان

دفتر +92-21-34571263
دفتر +92-21-34685378
دارالافتاء +92-21-34582143

ماہنامہ الحمّاد کراچی

+92-21-34588024 +92-300-1201016
Mahnama@JamiaHammadia.com

فہرست

بصیرت وبصارت — کلمة المدیر — مولانا قاسم عبداللہ صاحب — 03

نور ہدایت — سورہ الاعراف (آیت نمبر 195 تا آیت نمبر 206) — پیر طریقت رہبر شریعت حضرة مولانا عبدالواحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ — 06

مشکوة نبوت صلی اللہ علیہ وسلم — اسلام میں عدل و انصاف — پیر طریقت رہبر شریعت حضرة مولانا عبدالواحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ — 10

مقالات ومضامین

سلسلہ وار — سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لمحہ بالمحہ — مفتی جنید شمس حفظہ اللہ — 15

سیدعلی گیلانیؒ — نوید مسعود ہاشمی — 19

یوم تحفظ ختم نبوت — حضرت مولانا زر محمد حفظہ اللہ — 23

ذخیرہ اندوزی — مفتی محمد انس ابو تقی — 28

خاتونِ جنت — مفتی جنید شمس حفظہ اللہ — 31

سلسلہ وار — طب و صحت — حکیم محمد نوید — 44

جناب یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ — مفتی جنید شمس حفظہ اللہ — 48

تبصرہ کتب — مفتی محمد قمر الحسن حفظہ اللہ — 50

سنہری باتیں — حضرت مولانا مفتی عاصم عبداللہ صاحب — 52

دارالافتاء — حضرت مولانا مفتی عاصم عبداللہ صاحب — 58

کارزارِ کائنات بزبان سائنس — حضرت مولانا حافظ محمد بلال حفظہ اللہ — 61

نوٹ! مقالات ومضامین سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔ (ادارہ)

فہرست پر جائیں

كلمة المدير

فاتحین مکہ کے پیروکاروں کو فتح مبارک

حضرت مولانا قاسم عبداللہ صاحب مدظلہ
مہتمم جامعہ حمادیہ کراچی پاکستان

اسلام کی تعلیمات فطری اور ابدی ہیں، اللہ رب العزت کا فیصلہ اٹل اور اس کا وعدہ سچا ہے، جب کبھی اور جہاں کہیں بھی اگر کوئی ان تعلیمات کو اپنائے گا اور انہیں اپنے لیے حرزِ جان بنائے گا کھلی آنکھوں سے اس کے اثرات و ثمرات کا مشاہدہ کرے گا، یقین نہیں آتا تو ذرا امارت اسلامیہ افغانستان کے عالی ہمت و سر بکف پاسبانوں کو دیکھ لیں، ایک طرف طاقت کے نشے میں چور اتحادی افواج کا گٹھ جوڑ اور ان کے بلند و بانگ دعوے دوسری طرف چند ہزار بوریا نشینوں کی جماعت اور ان کا عزم و استقلال ایک طرف جدید ٹیکنالوجی اور عددی برتری کا گھمنڈ دوسری طرف جذبہ جہاد، عاجزی و بے نفسی۔

حق و باطل کے اس معرکہ میں جذبہ جیت گیا اور ٹیکنالوجی ہار گئی، فاتحین مکہ کے پیروکاروں کی مختصر سی جماعت نے اللہ کی مدد و نصرت سے اپنے سے کئی گنا بڑے دشمن کو خاک چٹادی۔ در اصل طالبان گفتار کے نہیں کردار کے غازی ہیں، وہ زبانی جمع خرچ کے بجائے میدانِ عمل میں جدوجہد کے عادی ہیں۔ لہٰذا انہوں نے نہ تو اقوام متحدہ کی منت سماجت کی اور نہ ہی او آئی سی کی چکَریں کاٹیں، نہ جلسے جلوس اور تقریریں کیں اور نہ ایک منٹ کی خاموشی کا ڈراما کیا بلکہ انہوں نے وہی کیا جو انہیں کرنا چاہیے تھا، اور جس پر نصرت خداوندی اور کامیابی و ظفریابی متیقن تھی انہوں نے النبی الملاحم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو تھاما اور جہاد فی سبیل اللہ کا راستہ اختیار کرتے ہوئے میدانِ کار زار میں برسر پیکار ہوگئے۔

تقریباً بیس سال کی جہد مسلسل اور لازوال قربانیوں کے نتیجے میں طالبان فتحیاب ٹھرے، شہداء کا خون رنگ لایا اور لاالٰہ الا اللہ کا پرچم بلند ہوا۔

اس عظیم فتح اور کامیابی وکامرانی کے موقع پر طالبان نہ تو عجب کا شکار ہوئے اور نہ ہی غرور و تکبر میں مبتلا ہوئے بلکہ اسلاف کی سنت کو زندہ کرتے ہوئے عام معافی کا اعلان کر دیا اور فتح مکہ کی یاد تازہ کردی، فتح مکہ کے موقع

پر مشرکین مکہ اپنی سابقہ کرتوتوں کی بنیاد پر سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ گمان کر بیٹھے تھے کہ اگر مکہ پر اُن کا قبضہ ہوگیا تو ہر سو خون کی ندیاں بہیں گی اور سر ہی سر کٹیں گے، لیکن ان کی توقعات کے بالکل برعکس سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سب سے بڑے دشمن اور تمام دشمنوں کے سردار ابو سفیان کو نہ صرف یہ کہ معاف کردیا بلکہ یہ اعلان بھی فرمایا کہ ابو سفیان کے گھر میں جو داخل ہوگا اسے بھی معاف کیا جائے گا۔ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے جب ایک صحابی نے مشرکین مکہ کے گذشتہ ظلم و جبر اور کارستانیوں کو یاد کرتے ہوئے کہا تھا "الیوم یوم الملحمۃ" یعنی آج کشت و خون کا دن ہوگا تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اصلاح فرمائی، اور فرمایا: "الیوم یوم المرحمۃ" کشت و خون کا نہیں بلکہ آج تو رحمت کا ایسا ظہور ہوگا جو چشم فلک نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔ چنانچہ یہی ہوا

جن مشرکین نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر سے در بدر کرکے ہجرت پر مجبور کیا تھا آپ علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کی زندگی دو بھر کر رکھی تھی زبان نبوت سے ان کے لیے عام معافی کا اعلان جاری ہوا "لاتثریب علیکم الیوم" آج کے دن کسی پر کوئی ملامت نہیں۔جو ہوگیا ہوگیا مگر ماضی کی وجہ سے کسی کو زیر عتاب نہیں لایا جائے گا۔

اسلام اور مسلمانوں کے سخت ترین دشمن عکرمہ بن ابی جہل نے یمن کی طرف راہِ فرار اختیار کرکے مکہ سے دور جانے کی ٹھان لی۔ لیکن ابھی وہ راستے میں ہی تھے کہ دربار رسالت کی رحمتوں کی برکھا انہیں پہنچ ہی گئی اور ضمانت دے کر انہیں قائل کیا گیا کہ تمہارا دشمن کوئی نہیں ہے یہاں تو رحمت ہی رحمت ہے۔ حتیٰ کہ واپس آتے ہوئے عکرمہ جب مکہ کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو مخاطب کر کے فرمایا:

یاتیکم عکرمہ بن أبی جهل مؤمنا مهاجراً، فلا تسبوا أباه،
فان سب المیت یؤذی الحی ولا یبلغ المیت"۔

ترجمہ: ابو جہل کا بیٹا عکرمہ مؤمن بن کر ہجرت کرکے تمہارے پاس آرہا ہے چنانچہ اس کے باپ کو برا بھلا مت کہنااس لیے کے (زندہ کے سامنے) مردہ کو برا بھلا کہنے سے زندہ کو تکلیف ہوتی ہے اور میت کو کچھ نہیں پہنچتا۔

پھر عکرمہ جب بارگاہ رسالت میں مسلمان ہوکر حاضر ہوگئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے حد خوش ہوئے اور اس تیزی سے ان کی طرف بڑھے کہ جسم اطہر سے چادر گر پڑی۔ اور ملتے ہوئے فرمایا:

(مَرْحَباً بِالرَّاكِبِ المُهَاجِرِ)

"اے ہجرت کرنے والے سوار مرحبا" پھر عکرمہ نے خوشی خوشی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت اسلام کی۔ "

فہرست پر جائیں

پھر قریش کو مخاطب کر کے فرمایا:

یا معشر قریش، ان اللہ قد أذھب عنکم نخوۃ الجاھلیۃ وتعظمھا بالآباء، الناس من آدم، و آدم من تراب ثم تلاھذہ الآیۃ: ﴿یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و أنثی وجعلنا کم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ان اللہ علیم خبیر﴾(سورہ حجرات :۱۳)

اے قریش اب جاہلیت کا غرور اور نسبت کا افتخار اللہ تعالیٰ نے مٹا دیا ہے۔ سارے انسان آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے، اس کے بعد قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی :ترجمہ:’’اے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے ،اور تمہیں مختلف قوموں اور خاندانوں میں اس لیے تقسیم کیا ہے تا کہ ایک دوسرے کی پہچان کرسکو، درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو۔ یقین رکھو کہ اللہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز سے باخبر ہے۔

آج امارت اسلامیہ کے شہزادوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرتے ہوئے جن اخلاق عظیمہ کا مظاہرہ کیا ہے وہ بلاشبہ قابل ستائش اور لائق صد تحسین ہے۔ ان کے اس عمل کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ سیرت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے ان کے مضبوط تعلق اور جذبہ اطاعت شعاری کا اندازہ ہوا بلکہ یہ راز بھی دنیا کے سامنے آشکارا ہوگیا کہ جس پروپیگنڈے کے تحت مغربی میڈیا امارت اسلامیہ کے حقیقی چہرے کو مسخ کرنے کی کوشش کر رہا تھا حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں طالبان کی نسبت سے ظلم وتشدد کا راگ الاپنے والوں کو اب یہ سمجھ لینا چاہیے کہ روئے زمین کی جس تحریک ، جس جماعت اور جس نظام میں بھی پیغمبرانہ اخلاق سرایت کر جائیں تو دنیا کی کوئی طاقت اسے دلوں پر حکمرانی کرنے سے نہیں روک سکتی۔

فہرست پر جائیں

تفسیر سورۃ اعراف

آیت نمبر 195 تا 206

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا عبد الواحدؒ نور اللہ مرقدہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ترجمہ:

بھلا کیا اُن کے پاس پاؤں ہیں جن سے وہ چلیں؟ یا اُن کے پاس ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑیں؟ یا اُن کے پاس آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھیں؟ یا اُن کے پاس کان ہیں جن سے وہ سنیں؟(ان سے کہہ دو کہ:) ’’تم اُن سب دیوتاؤں کو بلا لاؤ جنہیں تم نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے، پھر میرے خلاف کوئی سازش کرو، اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو۔(۱۹۵) میرا رکھوالا تو اللہ ہے جس نے کتاب نازل کی ہے، اور وہ نیک لوگوں کی رکھوالی کرتا ہے(۱۹۶) اور تم اُس کو چھوڑ کر جن جن کو پکارتے ہو، وہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں، نہ اپنی مدد کرتے ہیں (۱۹۷)اور اگر تم انہیں صحیح راستے کی طرف بلاؤ تو وہ سنیں گے بھی نہیں۔ وہ تمہیں نظر تو اس طرح آتے ہیں جیسے تمہیں دیکھ رہے ہوں، لیکن حقیقت میں انہیں کچھ سجھائی نہیں دیتا‘‘(۱۹۸)(اے پیغمبر!) درگذر کا رویہ اپناؤ، اور (لوگوں کو) نیکی کا حکم دو، اور جاہلوں کی طرف دھیان نہ دو(۱۹۹)اور اگر کبھی شیطان کی طرف سے تمہیں کوئی کچوکا لگ جائے تو اللہ کی پناہ مانگ لو۔ یقیناً وہ ہر بات سننے والا، ہر چیز جاننے والا ہے (۲۰۰) جن لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا ہے، اُنہیں جب شیطان کی طرف سے کوئی خیال آکر چھوتا بھی ہے تو وہ (اللہ کو) یاد کر لیتے ہیں، چنانچہ

فہرست پر جائیں

دِل میں کوئی برے خیال کا وسوسہ ڈالے تو فوراً اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہیے۔ اس بات کا ذکر خاص طور پر درگزر کا رویہ اپنانے کے سلسلے میں کیا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں درگذر کرنے کی فضیلت ہے، وہاں بھی اگر شیطانی اثر سے کبھی کسی کو غصہ آجائے تو اُس کا علاج بھی اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ......الخ

گناہ کی خواہش نفس اور شیطان کے اثرات سے بڑے بڑے پرہیزگاروں کو بھی ہوتی ہے، لیکن وہ اس کا علاج اس طرح کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، اُس سے مدد مانگتے ہیں، دُعائیں کرتے ہیں، اور اُس کی بارگاہ میں حاضری کا دھیان کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں، یعنی ان کو گناہ کی حقیقت نظر آجاتی ہے، اور اُس کے نتیجے میں وہ گناہ سے بچ جاتے ہیں، اور اگر کبھی غلطی ہوبھی جائے تو توبہ کی توفیق ہوجاتی ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَايُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّىْ......الخ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے معجزے ان لوگوں کے سامنے آچکے تھے، لیکن وہ ضد میں آکر نئے نئے معجزات کا مطالبہ کرتے تھے۔ یہ اس کا جواب ہے کہ میں اپنی طرف سے کوئی کام نہیں کر سکتا۔ میں تو ہر بات میں وحی الٰہی کا اتباع کرتا ہوں۔

هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ......الخ

یعنی قرآنِ کریم بذاتِ خود ایک معجزہ ہے، اس میں جو بصیرتیں ہیں، وہ ایک اُمی کی زبان پر جاری ہورہی ہیں جس نے کبھی لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا۔ کیا اس کے بعد کسی معجزے کی ضرورت ہے؟

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ......الخ

اس آیت نے بتادیا کہ جب قرآنِ کریم کی تلاوت ہورہی ہو تو اُسے سننے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ البتہ تلاوت کرنے والے کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ ایسے مقامات پر بلند آواز سے تلاوت نہ کرے جہاں لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہوں۔ ایسی صورت میں اگر لوگ تلاوت کی طرف دھیان نہیں دیں

فہرست پر جائیں

گے تو اس کا گناہ تلاوت کرنے والے کو ہوگا۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ عِنۡدَ رَبِّکَ لَا یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِہٖ ......الخ

اس سے اشارہ ہے کہ انسانوں کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم دیا جارہا ہے، اُس میں (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کا کوئی فائدہ نہیں ہے، کیونکہ اوّل تو اللہ تعالیٰ کسی مخلوق کی عبادت یا ذکر سے بے نیاز ہے، دوسرے اُس کی ایک بڑی مخلوق یعنی فرشتے، ہر وقت اس کے ذکر میں مشغول ہیں۔ انسانوں کو جو ذکر کا حکم دیا گیا ہے، اُس میں خود اِنسانوں کا فائدہ ہے کہ یہ ذکر جب دِل میں سما جائے تو انہیں شیطان کے تصرفات سے محفوظ رکھنے کے لیے نہایت مفید ہے، اور اس کے ذریعے وہ گناہوں اور جرائم و مظالم سے اپنے آپ کو بچا سکتے ہیں۔

واضح رہے کہ یہ آیت ''سجدۂ تلاوت'' کی آیت ہے، اور جو شخص عربی میں یہ آیت پڑھے، اُس پر سجدہ کرنا واجب ہے۔ قرآنِ کریم میں ایسی چودہ آیتیں ہیں، اور یہ اُن میں سب سے پہلے ہے۔

فہرست پر جائیں

اچانک اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں(۲۰۱) اور جو اِن شیاطین کے بھائی ہیں، اُن کو یہ شیاطین گمراہی میں گھسیٹے لے جاتے ہیں ، نتیجہ یہ کہ وہ (گمراہی سے)باز نہیں آتے(۲۰۲)اور (اے پیغمبر!) جب تم ان کے سامنے(ان کا منہ مانگا) معجزہ پیش نہیں کرتے تو یہ کہتے ہیں کہ:''تم نے یہ معجزہ خود اپنی پسند سے کیوں نہ پیش کر دیا ؟'' کہہ دو کہ:''میں تو اُسی بات کا اتباع کرتا ہوں جو میرے رب کی طرف سے وحی کے ذریعے مجھ تک پہنچائی جاتی ہے ۔ یہ (قرآن) تمہارے رب کی طرف سے بصیرتوں کا مجموعہ ہے، اور جو لوگ ایمان لائیں اُن کے لیے ہدایت اور رحمت!''(۲۰۳)اور جب قرآن پڑھا جائے تو اُس کو کان لگا کر سنو، اور خاموش رہو ، تاکہ تم پر رحمت ہو(۲۰۴)اور اپنے رب کا صبح و شام ذکر کیا کرو، اپنے دِل میں بھی ، عاجزی اور خوف کے (جذبات کے) ساتھ ، اور زبان سے بھی ،آواز بہت بلند کئے بغیر ! اور اُن لوگوں میں شامل نہ ہوجانا جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں(۲۰۵) یاد رکھو کہ جو (فرشتے) تمہارے رب کے پاس ہیں، وہ اُس کی عبادت سے تکبر کر کے منہ نہیں موڑتے ،اور اُس کی تسبیح کرتے ہیں، اور اُسی کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔(۲۰۶)

تفسیر

اَلَھُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِھَآ ز اَمْ لَھُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِھَآ......الخ

کفار مکہ آنحضرت ﷺ کو ڈرایا کرتے تھے کہ آپ ہمارے دیوتاؤں کے بارے میں ایسی باتیں کہتے ہیں کہ ان میں کچھ بھی طاقت نہیں ہے۔ اس کی وجہ سے ہمارے دیوتا آپ کو (معاذ اللہ) سزا دیں گے۔ یہ آیت اس کا جواب دے رہی ہے ۔

وَاِمَّا یَنْزَ غَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ......الخ

کچو کے سے مراد وسوسہ ہے۔ اور اس آیت نے ہر مسلمان کو یہ تعلیم دی ہے کہ جب کبھی شیطان

فہرست پر جائیں

مشکوٰۃ نبوت ﷺ

اسلام اور عدل وانصاف

پیرطریقت رہبرشریعت حضرت مولانا عبدالواحد رحمہ اللہ

قاضی کا عدل وانصاف

انصاف پروری کا ایک واقعہ اور پیش خدمت ہے، امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا دورِ خلافت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں رعایا کی خبرگیری کے لئے گشت پر ہیں اچانک ان کی نظر ایک عیسائی پر پڑتی ہے اس کے پاس اپنی زرہ نظر آتی ہے وہ اس کو لے کر قاضی شریح کے پاس جاتے ہیں اور ایک عام آدمی کی طرح اس کے خلاف مقدمہ پیش کرتے ہیں:

"یہ زرہ میری ہے اور میں نے اسے فروخت کی ہے نہ ہبہ کی ہے۔"

قاضی شریح نے عیسائی سے دریافت کیا کہ امیرالمومنین جو کچھ کہہ رہے اس کی بابت تمہیں کچھ کہنا ہے؟ عیسائی نے کہا زرہ تو یقیناً میری ہے اور امیرالمومنین بھی میرے نزدیک جھوٹے آدمی نہیں ہیں۔ شریح نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ امیرالمومنین کوئی ثبوت ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہنس دیئے اور فرمایا شریح نے ٹھیک کہا میرے پاس کوئی ثبوت تو ہے نہیں۔ چنانچہ قاضی شریح نے فیصلہ سنایا کہ زرہ عیسائی کو دیدی جائے۔ عیسائی اسے لیکر جانے لگا اور امیرالمومنین اسے دیکھتے رہے چند قدم جاکر وہ عیسائی واپس آیا اور رقت بھری آواز میں کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ انبیاء کی تعلیمات ہیں کہ: امیرالمومنین مجھے اپنے قاضی کے سامنے پیش کرتے ہیں اور وہ ان کے خلاف فیصلہ

فہرست پر جائیں

دیتا ہے۔

اشهد أن لّا اله الا اللّٰه واشهد اَنَّ محمدًا عبدهٗ و رسوله.

امیرالمومنین خدا کی قسم! یہ زرہ آپ کی ہے جب آپ نے صفین کی جانب کوچ کیا تو میں آپ کے لشکر کے پیچھے ہولیا، یہ زرہ آپ کے بادامی والے اونٹ پر سے نکلی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تم ایمان لے آئے تو یہ زرہ بطور تحفہ اب تمہاری ہوگئی۔

مسلمانوں کی عدل پروری

مسلمانوں نے ہر دور اور ہر عہد میں عدل وانصاف قائم کرنے کا پورا اہتمام کیا، مسلم حکمرانوں نے بھی قاضی وجج کے انتخاب میں اسلامی احکام اور اقدار کا لحاظ رکھا، ان سے بہت کم غفلت اور لغزش ہوئی اور قضاۃ نے رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کو ہمیشہ پیش نظر رکھا:

> ’’حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قاضی (حاکمانِ عدالت) تین قسم کے ہیں، اُن میں سے ایک جنت کا مستحق اور دو دوزخ کے مستحق ہیں۔ جنت کا مستحق وہ حاکم عدالت ہے جس نے حق کو سمجھا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا۔ اور جس حاکم نے حق کو سمجھنے کے باوجود ناحق فیصلہ کیا وہ دوزخ کا مستحق ہے اور اسی طرح وہ حاکم بھی دوزخ کا مستحق ہے جو بے علم اور ناواقف ہونے کے باوجود فیصلے کرنے کی جرأت کرتا ہے۔‘‘

مسلمان قاضیوں نے ہمیشہ پیش نظر رکھا کہ منصفانہ فیصلہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ حق کو ثابت وقائم کرتا ہے اور باطل کو زائل کرتا ہے اور صاحب حق کو اس کا حق دلاتا ہے، منصفانہ فیصلہ مظلوموں کا قلعہ، خوفزدہ لوگوں کی پناہ گاہ، اور ظالموں کے لئے سونتی ہوئی تلوار ہے، انصاف ہی مجرموں پر پابندی لگاتا ہے اور معاشرہ کو ظلم وجبر سے پاک کرتا ہے۔ ان اصولوں اور احکامات کی عملی شکل ہمیں اسلامی قضاء اور مسلم

فہرست پر جائیں

عدالتوں میں نمایاں طور پر ملتی ہے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ کا یادگار عدل وانصاف

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا دورِ خلافت ہے، خلافت کا رقبہ روز بروز بڑھتا جارہا ہے، اسلامی لشکر نئے نئے شہراور بستیاں فتح کرکے عدل وانصاف اور امن وامان قائم کررہا ہے اسی اثناء میں ایک اسلامی فوج قتیبہ بن مسلم باہلی کی سرکردگی میں عراق وایران اور آذربائیجان کو فتح کرتی ہوئی سمرقند کے دروازہ پر پہنچ چکی ہے لشکر کے سپہ سالارحکم دیتے ہیں کہ شہر پر قبضہ کرلیا جائے اور اسے کفروباطل سے پاک کرکے اسلام کے نور سے منور کیا جائے، مسلمانوں کی قوت وعظمت کے سامنے کسی کو مقابلہ اورجرأت کی ہمت نہیں ہے مگر ان کے عدل وانصاف پر سب کو یقین اور پورا بھروسہ ہے، سمرقند کے سب سے بڑے مندر کا پجاری مسلمانوں کوشہر کے اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھ رہا ہے مقابلہ کی قوت وسکت نہ پاکر خاموش رہتا ہے مگر سوچتا ہے کہ مسلمان اپنے اصول وضوابط کے برخلاف شہر میں دعوت اسلام یا جزیہ کے مطالبہ اور اعلانِ جنگ کے بغیر داخل ہورہے ہیں یہ سراسر حکم اسلام کی خلاف ورزی ہے وہ خاموشی سے اٹھتا ہے اور اپنے ساتھیوں اور مندر کے پجاریوں سے مشورہ کرتا ہے اور رات کی تاریکی میں اپنے ایک مخلص ترین ساتھی کو امیر المومنین عمر بن عبدالعزیزؒ کی خدمت میں دمشق روانہ کرتا ہے تاکہ سمرقند کے باشندوں کی فریاد پہنچا کر انصاف طلب کرے قاصد دمشق پہنچ کر امیرالمومنین کے محل کا پتہ دریافت کرتا ہے، دل میں رعب وہیبت ہے خلافت کے جاہ وجلال اور امیر المومنین کی آن بان کا تصور ہے مگر جب وہ امیر المومنین کی قیام گاہ پر پہنچتا ہے تو اس کی حیرت کی انتہا نہیں رہتی کہ اسے بلاروک ٹوک عمر بن عبدالعزیزؒ کی خدمت میں رسائی حاصل

فہرست پر جائیں

ہوجاتی ہے اور امیر المومنین بڑے نرم لہجہ میں دریافت فرماتے ہیں کہ کہاں سے آئے ہو اور کیا چاہتے ہو؟ سمرقند کا قاصد اپنے بڑے پجاری کا پیغام سناتا ہے اور انصاف کی درخواست کرتا ہے امیرالمومنین عمر بن عبدالعزیزؒ اس کی گفتگو سن کر قاضی جمیع حاضر الباجی کو معاملہ کی تحقیق کا حکم دیتے ہیں، قاضی جمیع مسلمانوں کے سپہ سالار قتیبہ بن مسلم اور مندر کے بڑے پجاری کو طلب کرتے ہیں اور مقدمہ کی کارروائی شروع کرتے ہیں:۔

قاضی صاحب: پجاری! تمہیں کیا شکایت ہے؟

پجاری: جناب والا! آپ کے لشکر کے سردار قتیبہ بن مسلم ہمارے شہر سمرقند میں زبردستی گھس آئے ہیں انہوں نے نہ تو اسلام کی دعوت پیش کی اور نہ جزیہ طلب کیا اور نہ ہی جنگ کا اعلان کیا۔ قاضی جمیع نے قتیبہ بن مسلم کو مخاطب کرکے پوچھا تمہارا کیا جواب ہے؟ قتیبہ کہنے لگے خدا تعالیٰ قاضی صاحب کو خیروصلاح کی توفیق دے، جنگ میں تو حیلہ بازی جائز ہے یہ بڑا شہر ہے خدا نے اس کو کفر سے پاک کردیا اور مسلمانوں کو اس کا وارث بنادیا۔ قاضی صاحب نے پوچھا کیا اہل سمرقند کو اسلام کی دعوت، جزیہ یا جنگ کی وارننگ دی تھی؟ قتیبہ نے جواب دیا نہیں ایسا نہیں ہوا۔ قاضی جمیع نے کہا تم نے اپنی کوتاہی کا اقرار کرلیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو دین کی اطاعت کی بناء پر عزت ونصرت اور خیانت ودھوکہ بازی سے احتراز کی وجہ سے کامیابی وکامرانی عطا کی خدا کی قسم ہم گھروں سے صرف اللہ کی راہ میں جہاد ودعوت کے لئے نکلے ہیں، ہم نے زمین میں اپنا اقتدار وحکومت قائم کرنے کے لئے دیس اور گھر سے دوری اختیار نہیں کی اور نہ اس وجہ سے آئے کہ باطل کا بول بالا ہو۔ میرا فیصلہ ہے کہ مسلمان شہر خالی کردیں اور اس کے اصل باشندوں کے حوالہ کردیں اس کے بعد انہیں اسلام کی دعوت دیں اگر قبول نہ کریں تو جزیہ ادا کرنے کا مطالبہ کریں، اگر اس پر وہ راضی نہ ہوں تو اعلان

فہرست پر جائیں

جنگ کریں۔قتیبہ بن مسلم نے فیصلہ سنتے ہی فوجوں کو شہر خالی کرنے کا حکم دے دیا۔ مندر کے بڑے پجاری اور اس کے ہمراہیوں کے دل ودماغ میں جیسے بھونچال آ گیا، انہیں اتنے بڑے اور اٹل فیصلہ کی توقع نہ تھی وہ دیر تک سکتہ کے عالم میں رہے انہیں ہوش اس وقت آیا جب مسلم فوجیں شہر سے نکلنا شروع ہوگئیں یہ منظر دیکھ کر پجاری اور اس کے ساتھی بے اختیار پکار اٹھے ۔

نشهد اَن لَّآ اله الا اللّٰه ونشهد اَنَّ محمدا رسول اللّٰه.

اس کے ساتھ ہی شہر کی پوری آبادی حلقہ بگوش اسلام ہوگئی اور سمرقند پر حق وانصاف کا پرچم لہرا اٹھا۔

سستا اور فوری انصاف

مصر پر احمد بن طولون کی حکمرانی ہے اور اس دور کے سب سے بڑے عالم اور محدث بکار بن قتیبہ مصر کے قاضی القضاۃ ہیں،علم وفضل ، زہد وتقویٰ اور خوفِ خدا میں ان کا ثانی نہیں بادشاہ احمد بن طولون کا ایک مقدمہ قاضی بکار بن قتیبہ کی عدالت میں پیش ہوا ، احمد بن طولون کا ایک شخص قرضدار تھا اس کا انتقال ہوگیا اور قرض اس کے ذمہ باقی رہ گیا بادشاہ کے کارندے نے بادشاہ سے کہا کہ آپ بکار کو حکم دیں کہ قرضدار کے مکان کو فروخت کر کے قرض ادا کروادیں ۔ اس نے قاضی کو کہلا بھیجا ، قاضی بکار نے قرض کا ثبوت طلب کیا اور حکم دیا کہ قرض خواہ عدالت میں حاضر ہوکر قسم کھائے کہ اس کا قرض ادا نہیں ہوا ہے ، چنانچہ احمد بن طولون قاضی بکار کے سامنے حاضر ہوا اور قسم کھائی ، قرضدار کے مکان کی ملکیت کا ثبوت پیش کیا گیا ، جب قاضی بکار نے اچھی طرح مقدمہ کی چھان بین کرلی تو مکان فروخت کردینے کا حکم دیا اور اس کی قیمت سے احمد بن طولون کا قرض ادا کیا گیا۔

فہرست پر جائیں

کتب حدیث:

قرآن کریم کے بعد سیرت نبوی ﷺ کا بنیادی اور مستند ترین مأخذ کتب حدیث ہیں آپ ﷺ کے اقوال وافعال ،تقریرات وصفات ،غزوات وسرایا، خصائص وشمائل، عادات وخصائل ،معجزات،اخلاق عالیہ اور فضائل ومناقب کے وقیع مواد پر مشتمل ہونے کی وجہ سے کتب حدیث میں سیرت کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے جس سے انتہائی محتاط اور مستند انداز میں آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ کی جامع منظر کشی ہوتی ہے۔

مولفین حدیث مختلف انداز سے اپنی اپنی کتب میں ان مرویات کو بیان کرتے ہیں چنانچہ بعض محدثین کرام مختلف ابواب وفصول کے ضمن میں منتشر طور پر ذکر کر دیتے ہیں جبکہ دوسرے بعض محدثین بڑے اہتمام کے ساتھ باقاعدہ باب باندھ کر مستقل عنوان کے تحت مرویات سیرت کو بیان کرتے ہیں۔ جیسے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں نبوت سے پہلے اور بعد از نبوت آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ،غزوات وسرایا، خطوط، صحابہ کرام اور ازواج مطہرات کے فضائل کے بیان میں باقاعدہ الگ الگ ابواب اور عنوانات قائم کیے ہیں چنانچہ وحی کی ابتدائی کیفیات وحالات کو بیان کرنے کے لیے ”باب بدأالوحی“ قائم کیا، اہل بیت واصحاب کے فضائل ومناقب کو ”کتاب اصحاب النبی ﷺ اور کتاب مناقب الانصار“ میں بیان کیا گیا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات وسرایا کو مفصل انداز سے زیر

بحث لانے کے لیے "كتاب المغازی" کے عنوان سے مستقل باب باندھا اسی طرح دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے تعلق سے آنحضرت ﷺ کے خصوصی ملفوظات کو "كتاب الانبياء" کے باب میں بیان کیا۔

کتاب المناقب کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی کے لیے"باب ماجاء فی اسماء رسول الله صلى الله عليه وسلم" خاتم النبیین ہونے کو بتانے کے لیے"باب خاتم النبيين صلى الله عليه وسلم" وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کو بیان کرنے کے لیے "باب وفاة النبى صلى الله عليه وسلم" کنیت کا تذکرہ کرنے کے لیے"باب كنية النبى صلى الله عليه وسلم" مہر نبوت کے لیے "باب خاتم النبوة" ظاہری صفات اور مشابہت سے متعلق روایات کے لیے "باب صفة النبى صلى الله عليه وسلم" سونے کی کیفیت کو بتانے کے لیے "باب كان النبى صلى الله عليه تنام عينه ولا ينام قلبه" واقعہ شق قمر کے لیے "باب سؤال المشركين أن يريهم النبى صلى الله عليه وسلم فأراهم انشقاق القمر" کے عنوانات سے مستقل ابواب قائم کیے۔ اس کے علاوہ دیگر ابواب کے ضمن میں بھی آنحضرت ﷺ کی سیرت کی جھلکیاں دیکھنے کو ملتی ہیں۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی اپنی صحیح میں كتاب الايمان ، كتاب الجهاد والسير، كتاب الاماره، كتاب الفضائل، كتاب فضائل الصحابه رضى الله عنهم کے ذیل میں سیرت طیبہ کے حوالے سے روایات یکجا کی ہیں جبکہ دوسرے کتب (ابواب) میں بھی بہت سی مرویات سیرت موجود ہیں۔

مستدرک حاکم جسے امام حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ (متوفی 405ھ) نے امام بخاری اور امام مسلم کی شروط روایت کے مطابق مدون کیا ہے، اس کتاب میں بھی غزوات و سرایا سے متعلقہ بہت سی احادیث ہیں جو الگ الگ ابواب میں ذکر کی گئی ہیں۔

اسی طرح سنن اربعہ میں سب سے زیادہ امام ترمذیؒ نے جامع ترمذی میں مرویات سیرت کو درج کیا خاص طور پر''ابواب المناقب'' میں، ان کے بعد امام ابو داوٗدؒ نے سنن أبی داوٗد میں پھر امام ابن ماجہؒ

فہرست پر جائیں

نے سنن ابن ماجہ خاص طور پر اس کی کتاب الجہاد میں پھر امام نسائیؒ نے سنن نسائی میں مرویات سیرت کو ذکر کیا ہے۔

صحاح ستہ اپنے اپنے درجہ استناد کے مطابق معلومات سیرت کے مستند ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ لیکن صحاح ستہ کے بعد جو کتابیں وقیع مواد پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ بڑی حد تک قابل اعتماد بھی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

۱. مسند احمد	از ابو عبد الله احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی (متوفی ۲۴۱ھ)
۲. السنن الکبریٰ	از ابو بکر احمدبن الحسین بن علی البیهقی (متوفی ۴۵۸ھ)
۳. مصنف عبدالرزاق	از ابو بکر عبد الرحمن بن همام بن نافع الصنعانی (متوفی ۲۱۱ھ)
۴. مصنف ابن ابی شیبه	از ابو بکر عبد الله بن محمد بن ابراهیم ابی شیبة العبسی (متوفی ۲۳۵ھ)
۵. المعجم الکبیر	از ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)
۶. مجمع الزوائد	ازنور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان الهیثمی (متوفی ۸۰۷ھ)

اب جب ذخیرہ احادیث میں موجود بہت سی مستند روایات سیرت کے اہم ترین واقعات پر مشتمل ہیں، لہٰذا سیرت کا بنیادی حصہ اور وقائع سیرت کا بنیادی ڈھانچہ صرف ان دو مصادر قرآن اور حدیث سے ہی مرتب ہو جاتا ہے۔

چنانچہ بعض سیرت نگاروں نے سیرت کی ایسی ایسی کتابیں تالیف کی جن میں صرف صحیحین یعنی بخاری ومسلم کی روایات کو سامنے رکھ کر واقعات سیرت کو بیان کیا گیا ہے جیسے ڈاکٹر سلمان العودۃ کی کتاب

فہرست پر جائیں

"السیرة النبویة فی الصحیحین وعند ابن اسحاق"۔

اسی طرح بعض مؤلفین نے صرف قرآنی آیات کی روشنی میں سیرت تالیف کی جیسے "السیرة النبویة فی ضوء الهدایات القرآنیه" فخر الدین بن زبیر کی، اسی طرح بعض حضرات نے صرف قرآن وحدیث کی بنیاد پر سیرت کی کتابیں تالیف کی جیسے ڈاکٹر محمد بن مصطفی الدبیسی کی کتاب "السیرة النبویة بین الأثار المرویة والأیات القرآنیة" اور محمد أبو شھبہ کی "السیرة النبویة علی ضوء القرآن والسنة"۔

دیگر بعض مؤلفین سیرت نے صرف احادیث صحیحہ کے پیش نظر سیرت کے مجموعے مرتب کیے جیسے محمد بن احمد الصویانی کی "الصحیح من احادیث السیرة النبویة" اور "السیرة النبویة کماجاءت فی الاحادیث الصحیحة" اور ابراہیم بن محمد العلی کی "صحیح السیرة النبویة"۔

کتب حدیث کے ساتھ ساتھ سیرت کا ایک بہت اہم اور ضروری ماخذ کتب فقہ بھی ہیں۔ بالخصوص دوسری اور تیسری صدی ہجری کے دوران لکھی جانے والی فقہ کی وہ کتابیں جن میں بڑی تعداد میں روایات واحادیث پائی جاتی ہیں۔ یہ وہ زمانہ ہے جب حدیث اور فقہ آہستہ آہستہ دو الگ الگ تخصصات کے طور پر سامنے آ رہے تھے۔ فقہ اور حدیث کی بالکل الگ الگ کتابیں تو ذرا بعد میں (غالبًا چوتھی صدی ہجری سے) آنی شروع ہوئیں۔ لیکن ابتدائی دو صدیاں (دوسری اور تیسری صدی) ان دونوں علوم کے امتزاج اور پھر تدریجی امتیاز کی صدیاں تھیں۔

اس دوران فقہ کی جو کتابیں مرتب ہوئیں ان میں خاصا بڑا حصہ احادیث وروایات کا پایا جاتا ہے۔ ان احادیث و روایات میں سیرت کی بہت سی اہم معلومات موجود ہیں۔ فقہ کی ان کتابوں میں وہ کتابیں نسبتاً زیادہ اہم ہیں جو مالیات اور دوسرے انتظامی امور پر لکھی گئیں۔

مثلاً کتاب الخراج	از امام ابو یوسف القاضی(متوفی ۱۸۲ھ)
کتاب الخراج	از ابوزکریاء یحیٰ بن آدم القرشی (متوفی ۲۰۳ھ)
کتاب الاموال	ازابوعبیدالقاسم بن سلام(متوفی ۲۲۴ھ)
کتاب الاموال	ازحمیدبن زنجویه(متوفی ۲۵۱ھ)
کتاب الاموال	از ابو جعفر احمد بن نصر الداؤدی(متوفی ۴۰۲ھ)

فہرست پر جائیں

سید علی گیلانیؒ
کشمیر کا وفادار اور بہادر قائد

نوید مسعود ہاشمی (بشکریہ روزنامہ اوصاف)

حضرت سید علی گیلانی نے کابل میں طالبان کی فتح کا سورج طلوع ہوتے ہوئے دیکھا، امریکہ کو عبرتناک شکست سے دوچار کرنے پر چند دن قبل طالبان مجاہدین کو انہوں نے مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ "افغانستان میں ملی یہ فتح پورے عالم اسلام کے لئے ایک نوید جانفزا ہے" بدھ کے دن سید علی گیلانی کشمیر کی آزادی کا خواب آنکھوں میں سجائے اس دنیا سے رخصت ہوئے تو مجھے یقین ہے کہ انہیں یہ اطمینان ضرور ہوگا کہ کابل و قندھار میں آنے والی جہادی بہاروں کی خوشبو ایک نہ ایک دن سرینگر تک ضرور پہنچے گی، کشمیر کا بوڑھا شیر 92 سال کی عمر میں اپنی زندگی کی آخری سانسوں تک بھارت کے ظلم و جبر کے خلاف ڈٹا رہا، جو "بھارت" اپنی ساری طاقت لگا کر بھی 92 سالہ سید علی گیلانی کے جذبہ حریت کو نہ ہرا سکا، وہ کشمیر کے ان لاکھوں جوانوں کے جذبات کو کیسے شکست دے سکے گا جو اپنے سر ہتھیلیوں پر رکھے، آزادی کی تلاش میں سرگرداں ہیں؟ بھارت نے سید علی گیلانی کے "جسم" کو تو نظر بندیوں میں جکڑے رکھا، 12 سال تک مسلسل نظر بند رہنے کے باوجود وہ نریندر مودی اور بھارتی فوج کے چہروں پہ خاک اچھالتے رہے، آزادی کے ترانے گاتے رہے، حریت پسندی کے دیپ جلاتے رہے، سید علی گیلانی کا نعرہ تھا "ہم ہیں پاکستانی، پاکستان ہمارا ہے"۔ "آہ" سید علی گیلانی کی تربت پر رحمت خداوندی کی بارش ہو، ہم عام پاکستانی آج بہت افسردہ ہیں، اگر ہمارے آنسوؤں سے کشمیر آزاد کروایا جاسکتا تو رب کعبہ کی قسم

فہرست پر جائیں

ہم اپنے اشکوں کے دریا بہا دیتے اور سید علی گیلانی کے سپردخاک ہونے سے پہلے کشمیر آزاد کروا لیتے، لیکن کشمیر کی آزادی "خون" مانگتی ہے، اسلام آباد سے "وفا" کا تقاضا کرتی ہے، کشمیر کی آزادی کے لئے خون نچھاور کرنے والوں کی کمی نہیں، لیکن "وفا" اگر کسی شاپنگ مال پہ بک رہی ہوتی تو پاکستان کے عوام وہاں سے خرید کر اپنے حکمرانوں کو بھجوا دیتے اور انہیں بتاتے کہ سید علی گیلانی تمہارے ایک روزہ اور تین روزہ سوگ کا محتاج نہیں، نہ ہی تمہارے تعزیتی بیانات سے ان کے تمغوں میں اضافہ ہوگا، سید علی گیلانی کا جسم ناتواں تھا مگر "ایمان" بلندیوں کے عروج پر رہا، وہ کشمیری ہوکر بھی سرینگر میں "پاکستانی" رہے، لیکن یہاں کچھ ایسے بدبخت بھی پائے جاتے ہیں کہ جو پاک سرزمین پر رہ کر بھی قوم پرستی کے کیچڑ میں لت پت ہوکر "پاکستان" کو ہی بھونکتے ہیں۔

جو سندھ، پنجاب، کے پی کے، گلگت بلتستان اور بلوچستان میں پیدا ہوئے وہ کیا جانیں "پاکستان" کی قدرومنزلت کو؟ "پاکستان" کی قدرومنزلت کا اگر کسی نے پوچھنا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ مقبوضہ کشمیر والوں سے پوچھے کہ جو چلتی گولیوں اور برستی لاٹھیوں میں بھی نعرہ لگاتے ہیں کہ "ہم ہیں پاکستانی، پاکستان ہمارا ہے"۔

سید علی گیلانی نے اپنی ساری عمر کشمیر کی آزادی کے لئے وقف کر رکھی تھی، انہوں نے پوری جرات کے ساتھ بھارتی مظالم کے خلاف بھرپور انداز میں صدائے احتجاج بلند کی، اور آخری سانوں تک کرتے رہے، سید علی گیلانی اللہ کے دربار میں حاضر ہوگئے، اللہ پاک ان کی لغزشوں کو معاف فرما کر انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے، آمین" لیکن مقبوضہ کشمیر کے لاکھوں مسلمان آج بھی بھارتی جبر وتشدد کا شکار ہیں، مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج کے درندے آج بھی بے گناہ کشمیریوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں، وہاں آج بھی کڑیل جوانوں کا خون بہایا جارہا ہے، وہاں آج بھی مائیں اپنے بیٹوں کی لاشوں پر آنسو بہا

فہرست پر جائیں

رہی ہیں، مقبوضہ کشمیر کی بہنیں آج بھی "پاکستان" کو مدد کے لئے پکار رہی ہیں، ان کی "آزادی" کا بزرگ رہنما تو چل بسا، ان کے لئے شجر سایہ دار کی حیثیت رکھنے والا سید علی گیلانی تو منوں مٹی تلے جا سوئے، مگر مقبوضہ کشمیر کی مائیں، بہنیں، بیٹیاں آج بھی "آزادی" "آزادی" پکا رہی ہیں، کشمیر کی آزادی کے لئے مظفرآباد، اسلام آباد اور راولپنڈی کو ایک پیج پر آنا پڑے گا مظفرآباد جان لے کہ وہ سرینگر کی آزادی کے بغیر "دم بریدہ" ہی رہے گا اور اسلام آباد بھی کان کھول کر سن لے کہ جس کشمیر کو قائداعظم نے پاکستان کی شہ رگ قرار دیا تھا اس کشمیر کو بھارت کے پنجہ استبداد سے چھڑانے کے لئے اگر سرگرم کردار ادا نہ کیا گیا تو آنے والی نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی۔

سید علی گیلانی کشمیر کی آزادی کے لئے چودہ برسوں تک جیل میں رہے، بھارت نے انہیں مروانے کے لئے ایک درجن سے زائد مرتبہ ان پر قاتلانہ حملے کروائے، وہ پیرانہ سالی اور مختلف جسمانی عوارض کے باوجود کشمیر کی آزادی کی جنگ بڑے دبنگ انداز میں لڑتے رہے۔

29 ستمبر 1929ء کو تحصیل بانڈی پورہ میں پیدا ہونے والے سید علی گیلانی کو 2 ستمبر 2021ء جمعرات کے دن سرینگر کے مزار شہداء میں سپرد خاک کر دیا گیا۔صرف سرینگر ہی نہیں بلکہ پورے مقبوضہ کشمیر کے پہاڑ، جھیلیں اور باغ بھی اپنے "وفادار محسن" کے سوگ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

سید علی گیلانی 30 سے زائد کتابوں کے مصنف بھی تھے، وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اسلامی انقلاب کے داعی تھے انہوں نے اپنی زندگی میں سینکڑوں شہیدوں کے جنازے اٹھائے، وہ آزادی کے متوالوں اور حریت پسندوں کے لئے ایک رول ماڈل کی حیثیت رکھتے تھے، بھارت کے نریندر مودی اور اس کی کم ظرف فوج کی بزدلی کا اندازہ لگائیے، کہ جو سید علی شاہ گیلانی کی لاش سے بھی خوفزدہ نظر آئی،جس نے وفات کے بعد بھی مرحوم سید علی گیلانی کے گھر کو گھیرے میں لئے رکھا بھارت کی بزدل فوج نے کشمیری

فہرست پر جائیں

عوام کو جنازے کے اجتماع سے روکنے کے لئے کرفیو تک نافذ کرنے سے دریغ نہ کیا، سچی بات ہے، بھارت کی بدمعاشی اور کشمیریوں کے ساتھ غنڈہ گردی کا جواب کشمیری مجاہدین جہاد ہی کے ذریعے دے سکتے ہیں، کشمیری مجاہدین کا جہاد ہی مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کے گرد لپٹی ہوئی غلامی کی زنجیریں توڑے گا۔

میں یہ نہیں کہتا کہ حکومت، پاکستان میں ایک روزہ سوگ اور آزاد کشمیر میں تین روزہ سوگ نہ منائے، بالکل منائے، سید علی شاہ گیلانی کے نام پر سڑکوں کے نام بھی رکھے، سید علی شاہ گیلانی کی یاد میں صرف اسلام آباد ہی نہیں بلکہ ملک بھر میں سیمینارز بھی منعقد کرے، لیکن وہ کام بھی تو کرے کہ جس کام کو کرتے ہوئے سید علی شاہ گیلانی نے اپنی پوری زندگی کھپا ڈالی، وہ "آزادی" کے متوالے تھے، کشمیری قوم کو آزادی کے خواب دکھایا کرتے تھے، کشمیر کی آزادی کی خاطر انہوں نے ماریں کھائیں، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، نظر بندیاں کاٹیں، وہ بیماری کی حالت میں "آزادی" کے لئے آواز حق بلند کرتے رہے۔

ان کو خراج تحسین پیش کرنے کا سب سے بہترین طریقہ صرف اور صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ مقبوضہ کشمیر کو آزادی دلانے کے ان کے مشن کو آگے بڑھایا جائے، کشمیر کی تحریک آزادی کو مضبوط سے مضبوط تر کیا جائے، کشمیر کی آزادی کے لئے بھارت کو اسی کے لہجے میں بھرپور جواب دیا جائے، وفات سے چند دن قبل سید علی گیلانی نوراللہ مرقدہ نے افغانستان میں طالبان کی فتح کو جو عالم اسلام کے لئے نوید جانفزا قرار دیا تھا، اللہ کرے کہ کابل کی فتح، سرینگر کی فتح کا پیش خیمہ ثابت ہو۔

فہرست پر جائیں

یوم تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا نازر محمد حفظہ اللہ

سرور کائنات آقائے نامدار ''خاتم النبیین والمرسلین'' آمنہ کے لال محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کائنات میں کوئی انسان ایسا نہیں، جو تخت نبوت پر سج سکے اور تاج امامت و رسالت جس کے سر پر ناز کر سکے۔ وہ ایک ہی ہے جس کے دم قدم سے کائنات میں نبوت سرفراز ہوئی، یہی مومن کا ایمان ہے اور یہی اسلام کا عقیدہ ہے، اس لئے اس عقیدہ میں چودہ سو سال سے کبھی امت دو رائے کا شکار نہیں ہوئی، لیکن دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حق کی باطل کے ساتھ کش مکش ہمیشہ سے جاری رہی ہے۔

ستیزہ کا رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں دوسرے فتنوں کی پیشن گوئی فرمائی تھی، وہاں جھوٹے مدعیان نبوت کے ظہور کی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب پر ڈاکہ ڈالنے والے مسیلمہ کذّاب نے نبوت کا دعوی کیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام خط لکھا تھا کہ "میں اور آپ مل کر دونوں نبی بنتے ہیں اور آدھی زمین تمہاری آدھی میری"۔ جواباً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا "میں تو تنکے پر بھی شراکت کیلئے تیار نہیں ہوں،

فہرست پر جائیں

چہ جائیکہ نبوت کی شرکت پر تیار ہوجاوں، اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلامی جہاد کا آغاز ہی مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں جنگ یمامہ سے ہوا، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس لشکر کے سپہ سالار تھے، جس میں مسیلمہ کذاب اپنے تیس ہزار لشکر سمیت جہنم رسید ہوا، خود مسیلمہ کذاب کو حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ (جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل تھے اور پھر مشرف باسلام ہو چکے تھے) نے نیزہ مارا تھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کے قتل میں مدد کی تھی۔ (ابن کثیر 8/117)

یمامہ ہی میں بنو تغلب کی ایک عیسائی "سجاح" نامی عورت نے بھی نبوت کا دعوی کیا تھا، مسیلمہ کذاب سے ملاقات کے بعد اس عورت نے مسیلمہ سے نکاح کیا، مسیلمہ نے پوچھا مہر کیا دیں، تو کہنے لگی: دو نمازیں معاف کردیں، مسیلمہ کذاب نے دو نمازیں معاف کردیں۔

اسی عرصے میں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے سے کچھ دن قبل) یمن کے اسود عنسی نے بھی نبوت کا دعوی کیا تھا، فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اسے قتل کردیا۔

ختم نبوت کی اہمیت:

ختم نبوت کا عقیدہ تمام کتب الہیہ، تمام انبیاء کرام اور تمام ادیان سماویہ کا متفق علیہ اور اجماعی عقیدہ رہا ہے، امام زین الدین ابن نُجیم نے الاشباہ والنظائر ص 102 پر لکھا ہے کہ ''جس شخص کو یہ معلوم ہی نہ ہو کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں وہ مسلمان نہیں، اس لیے کہ یہ عقیدۂ ضروریات دین میں سے ہے۔ امت محمدیہ میں سب سے پہلے اجماع جو ہوا وہ اسی مسئلہ پر ہوا کہ مدعی نبوت کو قتل کیا جائے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا فتوی ہے کہ:

"آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت سے (بارادۂ تصدیق) دلیل طلب

فہرست پر جائیں

کرنا یا معجزہ مانگنا بھی کفر ہے، کیوں کہ یہ مطالبہ عقیدہ ختم نبوت میں شک کے مترادف ہے۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اسلام کے تحفظ اور دفاع کیلئے جتنی جنگیں لڑی گئیں، ان میں شہید ہونے والے صحابہ کرام کی کل تعداد 259 ہے اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ و دفاع کے لیے اسلام کی تاریخ میں پہلی جنگ جو سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے میدان میں لڑی گئی، اس ایک جنگ میں شہید ہونے والے صحابہ اور تابعین کی تعداد 1200 ہے، جن میں 700 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین تو قرآن کریم کے حافظ و عالم تھے جو صحابہ کرام میں "اہل قرآن" کے لقب سے مشہور تھے۔

حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

"بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداود، نسائی ابن ماجہ اور حدیث کی تمام کتابوں کی جان عقیدہ ختم نبوت ہے، تفسیر اور اصول تفسیر، حدیث و اصول حدیث، فقہ و اصول فقہ، علم عقائد وکلام وغیرہ تمام مذہبی علوم وفنون کی روح ختم نبوت ہے۔"

حدیث پاک ہے:

"حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں تیس جھوٹے مدعی نبوت پیدا ہوں گے ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔"

حدیث پاک کے مطابق قیامت تک تیس دجال پیدا ہوں گے، ابھی تک ایسے جھوٹوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے جنہوں نے کسی نہ کسی انداز میں نبوت کا دعوی کیا، مگر قادیانی کی طرح جھوٹے

فہرست پر جائیں

مدعیان نبوت جن کی شان وشوکت اور قوت قائم ہوچکی ہو اور جن کی جماعت اور پارٹی بن چکی ہو، ان کی تعداد ابھی تیس تک نہیں پہنچی (ملعون مرزا غلام احمد قادیانی تک تقریبا 23 جھوٹوں کی کہانی پہنچی ہے) لہذا ابھی قیامت تک اس طرح کے کچھ اور فتنے بھی رونما ہوں گے۔ سب سے آخری دجال اعظم (کانا دجال) ہوگا۔

گذشتہ چند صدیوں کے دوران بعض خانہ ساز متنبیوں (جھوٹے نبیوں) کو اپنے گروہ بنانے اور اپنے فاسد اثرات پھیلانے کے خاصے مواقع میسر آئے۔

بیسویں صدی کے طلوع ہوتے ہی متحدہ ہندوستان کے صوبہ پنجاب تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور، قصبہ قادیان، میں نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والوں میں برطانیہ کا خود کاشتہ پودا، انگریز پروردہ اور نمک خوار مرزا غلام احمد قادیانی بن غلام مرتضی کا نام سرفہرست ہے۔ انگریز نے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے، جہاد کو حرام اور انگریز کی اطاعت کو مسلمانوں پر فرض قرار دلوانے کیلئے اپنے مذموم اغراض اور ناجائز خواہشات کے پیش نظر اسے پروان چڑھایا۔ یہ اتنا بداخلاق شخص تھا کہ معمولی معمولی باتوں پر بدزبانی پر اتر آتا تھا، اپنے مخالفین کو ولد الحرام، کنجری کی اولاد، کافر، جہنمی کہنا اس کا صبح شام کا وطیرہ تھا۔ قادیانی ان تیس دجالوں میں سے ایک رہا، جس نے دین اسلام کے سرسبز وشاداب باغیچہ کو اجاڑنے کی کوشش کی۔

قادیانی کا یہ فتنہ اٹھا تو اس کی پشت پر ریاست برطانیہ کا باوسائل ہاتھ تھا، ملکی قانون جھوٹوں کا محافظ تھا اور دوسری طرف ہندوستان کے بے وسیلہ غلام مسلمان، مگر جب مقابلہ ہوا تو غلامانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایمان کی پختگی، عقیدے کے زور ونظریہ کی قوت سے صاحبان طُرَّہ و دستار کو چاروں شانے چت کیا۔ علماء نے ڈٹ کر اس عظیم فتنے کا مقابلہ کیا اس سلسلے میں تمام مکاتب فکر کے علماء جنہوں نے علمی اور عملی جدوجہد کی اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں وہ تاریخ کا ناقابل فراموش باب ہے۔

چنانچہ صرف قادیانیت کی تردید میں مسلمانوں نے تقریبا ایک ہزار کتابیں لکھی ہیں۔

فہرست پر جائیں

علماء کرام کی ایک آواز پر 1954ء میں ہزاروں جوانوں نے زندگیاں قربان کر دیں اور تحفظ ختم نبوت کی جنگ نے ثابت کردیا کہ جان دینا کوئی معنی نہیں رکھتا، یہ سلسلہ چلتا رہا حتی کہ اہل اسلام کی نوے سالہ جدوجہد اور عظیم الشان تحریک کے بعد 7 ستمبر 1974ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں علماء کی جدوجہد سے متفقہ طور پر قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں کو ذوالفقار علی بھٹو کے عہد حکومت میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، مگر قادیانیوں نے اس فیصلے کو قبول نہیں کیا اور آج تک سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں کہ:

ہم کلمہ پڑھتے ہیں، مسلمانوں کے سلاسل (قادریہ نقشبندیہ وغیرہ) کی طرح ہمارا سلسلہ احمدیہ ہے پھر ہم مسلمان کیوں نہیں؟

فتنہ قادیانیت کی سب سے بڑی خرابی اور اس برائی کی جڑ یہ ہے کہ اس فتنہ کو ہمیشہ عیسائیوں اور یہود کی سرپرستی حاصل رہی اور اس نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا بیڑا اٹھایا، زن، زر اور زمین اس کے سب سے بڑے ہتھیار رہے ہیں اور متفقہ مسائل وعقائد میں شکوک وشبہات اور بحث و مباحثہ کے ذریعے مسلمانوں کے ایمان کو متزلزل کرنا اس کا طریقہ کار رہا ہے۔

آج بھی فرقہ مرزائیت خفیہ طریق سے بھولے بھالے مسلمانوں کے دین و ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں اور انہیں راہ حق سے ہٹانے کی سرتوڑ کوششیں کرتے ہیں۔ قادیانیوں کے اس دجل وفریب سے آگاہ ہونا اور مسلمانوں کو بچانا ازحد ضروری ہے۔

اللہ تعالی ہم سب کو عقیدہ ختم نبوت پر جمنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ہر شیطانی فتنے سے محفوظ فرمائے۔آمین۔

فہرست پر جائیں

ذخیرہ اندوزی

مفتی محمد انس ابوتقی صاحب

ذخیرہ اندوزی کیلئے عربی میں لفظ ''احتکار'' استعمال ہوتا ہے۔ احتکار کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایک شخص اشیاء خوردنی میں سے کوئی چیز ذخیرہ کرکے رکھ دے اس نیت سے کہ جب مارکیٹ سے وہ چیز ختم ہوجائے گی اور صرف اسی کے پاس رہے گی تو اسے مہنگے داموں فروخت کرے گا۔ کبھی اس طرح بھی ہوتا ہے کہ ایک تاجر مال پہنچانے والوں سے گٹھ جوڑ کرلیتا ہے کہ فلاں چیز صرف اسے پہنچائی جائے تاکہ مارکیٹ میں وہ چیز کسی اور کے پاس نہ ہو۔ اس صورت میں اس کیلئے موقع ہوتا ہے کہ اس چیز کی قیمت بڑھا چڑھا کر حاجت مندوں کو بیچے چونکہ یہ عمل بے انصافی اور عوام الناس کے استحصال پر مبنی ہے اس لیے اسلام اس کی سخت مذمت کرتا ہے اور سختی کے ساتھ اس سے روکتا ہے۔

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''لایحتکر الا خاطی''

''ذخیرہ اندوزی صرف ایک خطا کار ہی کرسکتا ہے۔'' (سنن ابن ماجہ)

آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

''الجالب مرزوق والمتحکر ملعون (دارمی)''

''(اشیاء خوردونوش) بازار میں لاکر فروخت کرنے والے کو رزق دیا جاتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والے پر خدا کی جانب سے لعنت ہوتی ہے۔''

فہرست پر جائیں

بازاری نرخ چھپا کر لوگوں کا استحصال کرنا:

اس کا مطلب یہ ہے کہ ناواقف کاشتکاروں اور تاجروں کو شہر کے نرخ کا پتہ نہ دیتے ہوئے باہر ہی سے سستے سستے داموں غلہ خرید کرلینا اور جب فروخت کرنے والے شہر میں داخل ہوں تو انہیں معلوم ہو کہ ان کے ساتھ فریب ہوا ہے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی شہر میں قحط پڑ رہا ہے اور لوگوں کو مثلاً غلہ کی سخت ضرورت ہے یہ دیکھ کر چند ارباب دولت شہر سے باہر نکل کر کسانوں، کاشتکاروں اور سادہ لوح تاجرین غلہ کے پاس پہنچیں اور غلہ کو سستی قیمت پر خرید لیں تاکہ شہر میں اس کو من مانی گراں قیمت پر فروخت کریں یا یہ کہ کوئی شہر کا باشندہ دیہاتی تاجر کو کہے کہ اس وقت شہر میں ارزانی ہے (قیمت کی کمی) اس لیے اپنا غلہ میرے پاس رکھ لو جب مہنگائی ہوگی تب میں اسے بیچ دوں گا۔ یہ کاروبار اسلام سے پہلے عربوں میں جاری تھا۔ اس تجارت میں چونکہ بازاری نرخ چھپا کر سادہ لوح لوگوں کے ساتھ دھوکہ کیا جاتا ہے یا اہل شہر پر زیادتی کی جاتی ہے کہ ایک ارزاں (سستی) چیز ان کو مہنگے داموں بیچی جاتی ہے، اس لیے اسلام ایسے کاروبار کی مذمت کرتا ہے اور اس سے روکتا ہے آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"لاتلقوا الرکبان ،ولا یبیع حاضر لباد"

شہر سے نکل کر باہر قافلہ والوں سے نہ ملو اور نہ ہی شہر کا باشندہ دیہاتی کی کوئی چیز فروخت کرے۔

اشیاء کی قیمتوں کا تعین:

جب تاجر تجارتی اخلاق پر عمل کرتے ہوئے تجارت کریں تو اسلام تاجروں کو مکمل طور پر کاروبار میں آزادی دیتا ہے اور اس بات کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا کہ ان کیلئے منافع متعین کرکے اشیاء کی قیمتیں مقرر کی جائیں کیونکہ قیمتوں کی کمی بیشی کے کئی اسباب ہوتے ہیں؛ اس میں صرف تاجروں کی لالچ کا عمل دخل نہیں ہوتا۔ اس لیے ممکن ہے کہ قیمتوں کا تعین انفرادی اور اجتماعی مفاد میں نہ ہو۔ منقول ہے کہ آپ ﷺ کے دور میں قیمتیں بڑھ گئیں تو لوگوں نے آپ ﷺ سے قیمتوں کے تعین کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

فہرست پر جائیں

”ان اللہ ھو المسعر القابض الباسط الرزاق وانی لأرجو ان القی ربی ولیس احدمنکم یطلبنی بمظلۃفی دم ولامال“.

”بے شک اللہ تعالیٰ ہی قیمتیں متعین کرنے والا ہے وہ ہی تنگی دینے والا اور وہ ہی کشادگی دینے والا ہے اور وہ ہی بڑا رزق عطا کرنے والا ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ جب میری خدا سے ملاقات ہو تو تم میں سے کوئی بھی میرے خلاف خون یا مال کے بارے میں بے انصافی کا دعویٰ نہ کرے۔“(جامع ترمذی)

البتہ اگر تاجروں کی طرف سے بے جا منافع خوری اور عوام کا استحصال کیا جارہا ہو تو ایسی صورتحال میں عوامی مفاد کے پیش نظر ریاست کو قیمتوں کے تعین کا حق حاصل ہے تاکہ عوام اور چھوٹے تاجروں کو ناجائز منافع خوروں کی زیادتیوں سے بچایا جاسکے۔

وصلی اللہ علی النبی الکریم وعلی آلہٖ وصحبہٖ اجمعین.

فہرست پر جائیں

فاتون جنت
حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

مفتی جنید شمس حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم وَالصَّلاۃ وَالسَّلام عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیم وَعَلیٰ آلہ وَاَصْحابہ اَجْمَعِیْن.

ولادت باسعادت

" اکثر مؤرخین کے نزدیک " حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت اعلان نبوت سے پانچ برس پہلے مکہ مکرمہ میں سیدہ خدیجۃ الکبری کے بطن مبارک سے ہوئی،اس قت حضورﷺ کی عمر مبارک 35 سال تھی، اورقریش مکہ بیت اللہ کی تعمیر جدید میں مصروف تھے۔

نام:

لفظ فاطمہ "فطم" سے مشتق ہے، جس کے معنی دور کرنے منقطع کرنے اور چھڑانے کے آتے ہیں، اسی سے اہل عرب کامقولہ ہے (فطم الصبی) یعنی بچے سے دودھ چھڑالیا گیا۔

علامہ عبدالروف مناویؒ اپنی کتاب "اتحاف السائل بمالفاطمہ من المناقب" میں رقمطراز ہیں۔

وسماھافاطمہ بالھام من اللہ تعالیٰ،لان اللہ تعالیٰ فطمھاعن النارفقد روی الدیلمی عن ابی ھریرۃ والحاکم عن علی قال:انماسمیت فاطمۃ لان اللہ فطمھاوحجبھاعن النار."

ترجمہ:حضورﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کا نام "فاطمہ" من جانب اللہ الہام کی وجہ سے رکھا،کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جہنم سے چھڑالیا تھا۔

فہرست پر جائیں

دیلمیؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور حاکم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اس بچی کا نام فاطمہ اس لیے رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے آتش دوزخ سے دور اور محفوظ کر دیا ہے۔

مشہور القاب:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مشہور القاب زہراء اور بتول ہیں۔

زھراء: شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ:

الزہراء اس لئے لقب ہوا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا خوب رو اور حسن و جمال میں کمال مرتبہ میں تھیں۔(مدارج)

بتول: علامہ قسطلانیؒ لکھتے ہیں:

”وسمیت بتولاً لانقطاعھامن نساء زمانھا فضلاً ودیناً وحسباً وقیل لانقطاعھاعن الدنیا الی اللہ تعالیٰ.“(مواھب)

ترجمہ: انہیں بتول کا لقب اس لیے دیا گیا ہے کہ آپ فضیلت دین اور حسب کے اعتبار سے اپنے زمانے کی عورتوں سے الگ تھلگ اور ممتاز تھیں۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ دنیا سے بالکل منقطع ہوکر اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ رہنے کی وجہ سے یہ لقب دیا گیا۔

علامہ مناویؒ نے مذکورہ بالا وجوہ کے علاوہ ایک وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ، (لأنہ لاشھوۃ لھاللرجال) یعنی مردوں کے لیے ان کے دل میں کوئی خواہش نہیں تھی۔

کنیت:

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیت "ام ابیھا" تھی۔

طبرانی نے ابن المدینی سے روایت نقل کی ہے کہ "ام ابیھا" سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی

فہرست پر جائیں

کنیت حب نبوی ﷺ کی وجہ سے ہے۔ جب حضور ﷺ کے والدین دنیا سے رخصت ہوگئے تو آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت اسدؓ کے پاس رہنے لگے، آپ انہیں اماں ہی پکارتے تھے، جب فاطمہ بنت اسدکاانتقال ہوا، تو آپ بہت غمزدہ ہوئے۔پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کوشہزادی "فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا" عطا کی تو انہیں دیکھ کرآپ کو فاطمہ بنت اسدیادآجاتیں اور بیٹی سے دل کو تسلی مل جاتی، اس لیے سیدہ کی یہ کنیت قرار پائی۔

حضرت فاطمہؓ کی تربیت:

حضرت فاطمہ زہراءؓ نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہؓ کے زیر سایہ تربیت اور پرورش پائی۔ ابھی حضرت فاطمہؓ 15 سال کی تھیں کہ ماں کی شفقت سے محروم ہوگئیں۔حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعدآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کی خصوصی تربیت فرمائی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مربیہ حضرت ام ایمنؓ نے بھی حضرت فاطمہؓ کی تربیت اور پرورش میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ ان کے علاوہ حضرت فاطمہؓ کی بہنوں نے بھی حضرت فاطمہؓ کی ہمہ وقت دل جوئی فرمائی۔

حضرت فاطمہؓ کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت:

حضرت فاطمہؓ جس وقت چلتیں تو آپ کی چال ڈھال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل مشابہ ہوتی تھی (مسلم) اسی طرح حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ میں نے اٹھنے بیٹھنے اور عادات واطوار میں حضرت فاطمہؓ سے زیادہ کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ نہیں دیکھا۔ (ترمذی) غرضیکہ حضرت فاطمہؓ کی چال ڈھال اور گفتگو وغیرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلک نمایاں نظر آتی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی خدمت:

حضرت فاطمہ زہراءؓ بچپن سے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی خدمت کرتی تھیں۔ حضرت

فہرست پر جائیں

عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں نماز پڑھ رہے تھے، قریش کے چند بدمعاشوں نے شرارت کی غرض سے اونٹ کی اوجھڑی لاکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈال دی اور خوشی سے تالیاں بجانے لگے۔کسی نے حضرت فاطمہؓ کو خبر دی تو وہ دوڑی دوڑی آئیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سے اوجھڑی کو اتار کر پھینکا۔

اسی طرح ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ کسی بدبخت نے مکان کی چھت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر گندگی پھینک دی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت میں گھر تشریف لائے۔حضرت فاطمہؓ نے یہ حالت دیکھی تو رونے لگیں اور پھر سر مبارک اور کپڑوں کو دھویا۔

حضرت فاطمہؓ نہ صرف عمومی حالات میں بلکہ سخت ترین حالات میں بھی نہایت دلیری اور ثابت قدمی سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتی تھیں چنانچہ جنگ احد میں جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوگئے تھے اور پیشانی پر بھی زخم آئے تھے تو حضرت فاطمہؓ احد کے میدان پہونچیں اور اپنے والد محترم کے چہرے کو پانی سے دھویا اور خون صاف کیا۔غرض یہ کہ اسلام کی خاطر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مصائب برداشت کیے حضرت فاطمہ بھی ان میں شریک رہیں اور تمام تر تکالیف کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح حضرت فاطمہؓ نے بھی خندہ پیشانی سے قبول کیا اور کبھی اپنی زبان پر شکوہ نہ لائیں شعب ابی طالب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت سیدہ فاطمہ بھی محصور رہیں اس وقت سیدہ فاطمہؓ کی عمر 12 سال تھی۔نازوں میں پلی اس بچی نے اس عمر میں بھوک پیاس برداشت کی جس سے جسم لاغر ہوگیا اور اس کے اثرات ساری عمر رہے۔

حضرت فاطمہؓ کی ہجرت مدینہ

شعب ابی طالب میں پورے تین برس تک سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا اپنے خاندان کے ساتھ شدید مصائب و آلام برداشت کرتی رہیں۔جب مکہ میں کافروں کا ظلم و تشدد حد سے بڑھ گیا اور رسول

فہرست پر جائیں

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے منصوبے بنائے جانے لگے تو اللہ تعالی کے حکم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے مدینہ ہجرت کا فیصلہ کرلیا۔ پہلے صحابہ کرام کی اکثریت ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلی گئی بعدازاں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے ہمراہ ہجرت فرمائی وہاں پہنچ جانے کے بعد حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کے مکان میں قیام کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہؓ اور ابو رافعؓ کو پانچ سو درہم دے کر مکہ مکرمہ بھیج کر حضرت فاطمہؓ حضرت ام کلثومؓ اور آپ کی زوجہ محترمہ حضرت سودہؓ اور اسامہ بن زیدؓ کو مدینہ منورہ بلوا لیا۔

حضرت فاطمہؓ کا نکاح:

سن۲ھ میں غزوۂ بدر کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سب سے چھوٹی بیٹی حضرت فاطمہؓ کا نکاح اپنے چچا زاد بھائی حضرت علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ کردیا۔

مسند احمد میں حضرت علیؓ کا واقعہ خود ان کی زبانی نقل کیا گیا ہے: جب میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کے بارے میں اپنے نکاح کا پیغام دینے کا ارادہ کیا تو میں نے (دل میں) کہا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، پھر یہ کام کیونکر انجام پائے گا؟ لیکن اس کے بعد ہی دل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت اور نوازش کا خیال آ گیا۔ لہذا میں نے حاضر خدمت ہوکر پیغام نکاح دے دیا، آپ نے سوال فرمایا: تمہارے پاس (مہر میں دینے کے لئے) کچھ ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری زرہ کہاں گئی؟ میں نے کہا: جی ہاں وہ تو ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو (فروخت کر کے مہر میں) دے دو۔

اہل سیر ومؤرخین نے تحریر کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ زرہ لے کر بازار گئے اور مدینہ کے مشہور و امین تاجر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے بازار میں آنے کی وجہ پوچھی، تو حضرت علی نے جواب دیا کہ زرہ بیچنے آیا ہوں۔ حضرت عثمان غنیؓ نے پوچھا کتنے میں؟ حضرت

فہرست پر جائیں

علی نے کہا 480 درہم۔ چنانچہ حضرت عثمان نے زرہ خرید لی اور پیسے ادا کردیے اور زرہ کو بھی شادی کے تحفہ کے طور پر حضرت علیؓ کو واپس کردیا۔ حضرت علیؓ پیسہ اور زرہ لے کر کاشانہ نبوت پر حاضر ہوئے اور دونوں چیزیں سرکار کی خدمت میں پیش کردیں اور حضرت عثمانؓ کے اس حسن سلوک کا بھی تذکرہ کیا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو دعا دی اور رقم حضرت ابوبکرؓ کو دیتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ اور شادی کا سامان لے آؤ۔ حضرت ابوبکرؓ ایک لحاف، ایک کھجور کی چھال بھرا ہوا گدا، دو چکیاں، ایک مشکیزہ اور دو مٹی کے گھڑے لے آئے۔ جب تیاریاں مکمل ہوگئیں، تو حضور ﷺ نے اپنے خادم حضرت انسؓ کو حکم دیا کہ انصار و مہاجرین کے فلاں فلاں حضرات کو بلا لائیں۔ چنانچہ کچھ ہی دیر میں وہ حضرات ابوبکر، عمر فاروق، عثمان غنی، سعد اور دیگر حضرات کو بلا لائے۔ مجلس نکاح منعقد ہوئی۔ خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بصیرت افروز خطبہ نکاح پڑھا اور ارشاد فرمایا کہ :اے علی! میں نے تمہارا نکاح فاطمہ بنت محمد سے چار سو مثقال حق مہر کے عوض کردیا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ مجھے منظور ہے۔ پھر حضور ﷺ نے حضرات شیخین کو مخاطب کرکے فرمایا کہ:

”انی اشھدکم انی زوجت فاطمة بعلی“(کشف الغمه)

میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے فاطمہ کا نکاح علی سے کردیا ہے۔

پھر زوجین کو دعا دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

”جمع الله شملكما وأعز جدكما و بارک علیکما و اخرج منکما کثیرا طیبا“.

اللہ تم دونوں کی پراگندگی کو جمع کرے اور تمہاری سعی مشکور کرے تم دونوں پر برکت اتارے اور تم سے اچھی اور کثیر اولاد دے۔

ایجاب وقبول کے بعد کھجور سے بھری ایک پلیٹ منگوائی گئی اور مجلس میں تقسیم کردی گئی۔

جب رخصتی کا وقت آیا تو حضرت علیؓ نے ایک مکان کرایہ پر لیا۔ ادھر حضرت ام ایمنؓ سیدہ فاطمہؓ کو لینے کے لیے آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امہات المومنین کو رخصتی کی تیاری کا حکم دیا۔ رخصتی کی اس

فہرست پر جائیں

فرحت وغم کی ملی جلی کیفیت میں حضرت ام سلمہؓ نے کہا کہ اے کاش اپنی بیٹی کی رخصتی کے وقت خدیجہ زندہ ہوتیں، یہ سننا تھا کہ فرط جذبات سے آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ اور ارشاد فرمایا کہ :**خدیجہ واین مثل خدیجه صدقتنی حین کذبنی الناس ، و آزرتنی علی دین الله و اعانتنی علیه بمالها** ۔خدیجہ، اور کون خدیجہ کی طرح ہوسکتا ہے! اس نے اس وقت میری تصدیق کی، جب لوگ مجھے جھٹلاتے تھے اور دین خدا پر اس نے میری مدد کی اور اپنے تمام اموال کے ساتھ میری حمایت کی۔

ماں کی یاد نے حضرت سیدہؓ کو بھی بے چین کردیا اور آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔ حضورﷺ نے تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ :"**یا فاطمة الله غنی و انتم الفقراء**"۔اے فاطمہ اللہ غنی ہے اور تم سب محتاج ہو پھر ارشاد فرمایا کہ :"**فاطمة بضعة منی**"فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے۔ پھر پانی کا ایک پیالہ منگوایا، اس میں اپنی کلی کا پانی ملا کر سیدہ کے جسم اطہر پر چھڑکا اور یہ دعا ارشاد فرمائی "**انی اعیذها بک و ذریتها من الشیطان الرجیم**"۔ میں اسے اور اسی کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہے شیطان مردود کے شر سے۔

حضرت سیدہ فاطمہؓ یہ دعا لے کر حضرت علیؓ کے گھر رخصت ہوگئیں۔ یہ کرایہ کا مکان تھا، جس پر حضرت فاطمہؓ نے اپنے شوہر کو مشورہ دیا کہ آپ حارثہ بن نعمان سے مکان مانگ لیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھے مانگنے میں عار محسوس ہورہی ہے۔ بعد میں جب یہ خبر حضرت حارثہ کو پہنچی، تو وہ فورا خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور مکان کی پیش کش کی چنانچہ حضور نے برکت کی دعا دی اور پھر یہ دونوں اسی مکان میں منتقل ہوگئے۔

ولیمہ:

حضرت علیؓ نے دوسرے روز اپنا ولیمہ کیا جس میں سادگی کے ساتھ جو میسر آیا کھلا دیا۔ ولیمہ میں جو کی روٹی، کھجوریں، حریرہ، پنیر اور گوشت تھا۔ حضرت اسماءؓ کہتی ہیں:"**فما کان ولیمة فی ذلک الزمان**

فہرست پر جائیں

أفضل من وليمته"۔ یہ اس زمانے کا بہترین ولیمہ تھا۔(مواہب)

کام کی تقسیم:

ازدواجی زندگی میں امور خانہ داری کی بڑی اہمیت ہے، جب تک سلیقہ اور دانش مندی سے سرانجام نہ پائیں تب تک گھریلو نظام درست نہیں رہتا، اور گھر کا سکون اور راحت بھی مفقود ہو جاتا ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خانگی امور کی تقسیم اس طرح فرمادی کہ اندرون خانہ سارا کام کاج سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا انجام دیں اور بیرونِ خانہ کے فرائض حضرت علی رضی اللہ عنہ بجالائیں اور یہ ہی منشاء خداوندی بھی ہے۔ اللہ جل مجدہ نے کسب معاش کی ذمہ داری مرد کے قوی کندھوں پر ڈالی اور صنف نازک عورت کو بچوں کی نگہداشت اور گھریلو کام کا انچارج بنایا ہے۔

وَالوَٰلِدَٰتُ يُرۡضِعۡنَ اَوۡلَادَهُنَّ

''اور مائیں اولاد کو دودھ پلائیں''

وَعَلَى الۡمَوۡلُوۡدِ لَهٗ رِزۡقُهُنَّ وَكِسۡوَتُهُنَّ.(البقرة:۲۳۳)

''والد کے ذمہ اولاد کی خوراک اور پوشاک ہے''۔

تسبیح فاطمی:

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ غلام اور باندیاں آئیں تو حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو مشورہ دیا کہ اس موقع پر تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاکر ایک خادمہ کا مطالبہ کرو، جو تمہاری گھریلو ضروریات میں تمہارے ساتھ تعاون کرسکے۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ اسی غرض سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اُس وقت آپ ﷺ کی خدمت میں کچھ لوگ حاضر تھے، اس لئے حضرت فاطمہؓ واپس آ گئیں۔ بعد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے تو اس وقت حضرت علیؓ بھی موجود تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ فاطمہؓ تم

فہرست پر جائیں

اُس وقت مجھ سے کیا کہنا چاہتی تھیں؟ حضرت فاطمہؓ تو حیا کی بنا پر خاموش رہیں، لیکن حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! چکی پیسنے کی وجہ سے فاطمہؓ کے ہاتھوں میں چھالے اور مشکیزہ اٹھانے کی وجہ سے جسم پر نشان پڑ گئے ہیں۔ اس وقت آپﷺ کے پاس کچھ خادم ہیں تو میں نے ہی ان کو مشورہ دیا تھا کہ یہ آپﷺ سے ایک خادم طلب کرلیں تاکہ اس مشقت سے بچ سکیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ اے فاطمہ! کیا تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتادوں جو تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔ جب تم رات کو سونے لگو تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ (ابو داؤد)
غرضیکہ آپﷺ نے اپنی چہیتی بیٹی کو خادم یا خادمہ نہیں دی بلکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کا بہترین بدلہ یعنی تسبیحات عطا فرمائیں، ان تسبیحات کو امت مسلمہ تسبیح فاطمی کے نام سے جانتی ہے۔

سیدہ فاطمہؓ کا زہد وتقویٰ:

خاتون جنت، سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا مخلص عبادت گزار، زہد وتقویٰ کی پیکر۔ دنیا اور اس کی آسائشوں سے بے پرواہ اور بے نیاز تھیں، سیدہ کی زندگی میں ایسے روشن واقعات وکردار کتنے ہی ہیں جو برکت اور نور کا فیضان ہیں اور ان کے زہد وقناعت، ورع وتقویٰ اور خشیت الٰہی کے حامل اور رضائے الٰہی کے حصول کا موجب ہیں۔

ایک مرتبہ حضورﷺ ایک غزوے سے واپس لوٹے تو دیکھا کہ حضرت فاطمہ کے گھر کے دروازے پر اچھے قسم کے پردے لگے ہوئے ہیں اور حضرت حسن اور حضرت حسین کے ہاتھوں میں چاندی کے کنگن بھی ہیں آپ یہ دیکھ کر واپس لوٹ گئے حضرت سیدہ کو جب اس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے اسی وقت وہ پردہ پھاڑ دیا اور بچوں کے ہاتھوں سے کنگن بھی نکال ڈالے بچے روتے ہوئے حضورﷺ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں اپنے پاس بٹھایا اور حضرت ثوبان سے کہا کہ یہ سب فلاں (گھر والے) کو دے آؤ:

ان هؤلاء بيتی اكره أن ياكلوا طيباتهم فی حياتهم الدنيا ياثوبان اشتر

فہرست پر جائیں

لفاطمة قلادة من عصب وسوارين من عاج.(سنن ابی داؤد)

یہ میرے اہل بیت ہیں میں پسند نہیں کرتا کہ وہ یہاں ان چیزوں سے آلودہ ہوں اس کے بدلے میں فاطمہ کے لیے کھجور کے پتوں کا ہار اور ہاتھی دانت کے کنگن خرید لاؤ۔

ایک مرتبہ حضورﷺ حضرت فاطمہ کے ہاں تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت فاطمہ کے پاس سونے کا ایک ہار ہے آپ نے فرمایا کہ فاطمہ کیا تجھے اچھا لگے گا کہ لوگ یہ کہیں کہ محمد کی بیٹی کے گلے میں آگ کا ہار ہے۔

أيسرک ان يقول الناس هذه فاطمة بنت محمد وفي يدها سلسلة من نار ۔(سیر اعلام النبلاء)

حضورﷺ کے چلے جانے کے بعد حضرت فاطمہ نے اس ہار کو بیچ دیا اور اس سے ایک غلام خریدا پھر اس غلام کو اللہ کے لیے آزاد کر دیا حضورﷺ کو جب اس بات کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا:

”الحمدلله الذی نجی فاطمه من النار ۔(ایضا مستدرک حاکم)

اللہ کا شکر ہے جس نے فاطمہ کو آگ سے نجات دے دی۔

حضورﷺ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ:

حضرت فاطمہ زہراءؓ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا بہت شدید رنج ہوا تھا، چنانچہ حضور اکرمﷺ کی تدفین کے بعد انہوں نے خادم رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انسؓ سے ایسی بات کہی تھی جس سے اُن کے دلی کرب و بے چینی کا اظہار ہوتا ہے اور جو اُن کے دلی غم کی عکاسی کرتا ہے۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا: اے انسؓ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر مٹی ڈالنا تم لوگوں نے کس طرح گوارا کرلیا۔(مشکوۃ)۔

ابن سید الناس رحمۃ اللہ علیہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وہ اشعار نقل فرمائے ہیں جو انہوں نے

فہرست پر جائیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں کہے تھے۔

۱. اغبّر آفاق السماء وکوّرت
شمس النهار و اظلم العصران

۲. الارض من بعد النبی کشية
اسفا عليه کثيرة الرجفان

۱۔ آسمان کے کنارے غبار آلود ہوگئے اور بے نور ہوگیا
دن کا چاند اور دونوں زمانے اندھیرے میں آگئے

۲۔ زمین نبی کے بعد مٹی کا ڈھیر ہے
اس پر بے انتہا غم و حزن ہے بے انتہائی

۱. ماذا علی من شم تربة احمد
الايشم مدی الزمان غواليا

۲. صبت علی مصائب لوانها
صبت علی الايام صرن لياليا

۱۔ وہ شخص کیسا خوش نصیب ہے جس نے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مٹی سونگھی ہو
اسے زمانہ دراز تک مٹی کے سونگھنے کی ضرورت ہی نہیں

۲۔ مجھ پر مصیبتوں کے جو پہاڑ ٹوٹے ہیں
اگر یہ مصیبتیں دنوں پر آتیں تو وہ رات بن جاتے

۱. ان فقدناک فقد الارض وابلها
وغاب مذغبت عنا الوحی والکتب

۲. فليت قبلک کان الموت صادفنا

فہرست پر جائیں

لـمـا نـعـيـت وحـالـت دونـک الـکـثـب

۱۔ ہم نے آپ کو اس طرح کھودیا ہے جس طرح زمین کی بارش کھوجاتی ہے
اور آپ کے جدا ہونے کے ساتھ ہی ہم سے وحی الٰہی اور آسمانی کتب بھی جدا ہوگئی
۲۔اے کاش کے آپ سے پہلے ہمیں موت آجاتی
تو نہ ہمیں آپ کے وصال کی دردناک خبر ملتی اور نہ ہمارے اور آپ کے درمیان میں
مٹی کا ٹیلا حائل ہوتا

وفات:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تقریباً چھ ماہ بعد حضرت فاطمہؓ چند روز کی علالت کے بعد ۳ رمضان المبارک ۱۱ ہجری کو بعد نماز مغرب ۲۹ سال کی عمر میں انتقال فرماگئیں اور عشاء کی نماز کے بعد تدفین کر دی گئی۔

فضائل ومناقب:

* رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي، فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي ."

فاطمہؓ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا (بخاری)۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَإِنَّمَا ابْنَتِي بَضْعَةٌ مِنِّي، يَرِيبُنِي مَا رَابَهَا، وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا ."

حضرت فاطمہؓ کے رنج سے مجھے رنج ہوتا ہے اور اس کی تکلیف سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ (مسلم)

* حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہؓ سے مل کر روانہ ہوتے تھے اور جب واپس تشریف لاتے تھے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ کے پاس

فہرست پر جائیں

تشریف لے جاتے تھے۔(مشکوۃ)

* حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا:

" إِنَّ هَـذَا مَـلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ، اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يُسَلِّمَ عَـلَيَّ وَيُبَشِّـرَنِي بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَأَنَّ الْحَسَنَ، وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ ."

بے شک یہ فرشتہ ہے جو زمین پر آج کی اس رات سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا، اپنے رب سے اجازت لے کر مجھے سلام کرنے اور یہ بشارت دینے کے لئے آیا ہے کہ یقیناً حضرت فاطمہؓ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حضرت حسنؓ وحضرت حسینؓ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔(ترمذی)

عن عائشه ام المؤمنين رضى الله عنها، قالت: كان رسول الله ﷺ اذا رآها اقبلت رحب بها ، ثم قام اليها فقبلها، ثم أخذ بيدها فجاء بها حتى يجلسها فى مكانه. وكانت اذا رأت النبى ﷺ رحبت ، ثم قامت اليه قبلته ﷺ. رواه النسائى وابن حبان.

"ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو آتے ہوئے دیکھتے تو انہیں خوش آمدید کہتے، پھر ان کی خاطر کھڑے ہو جاتے، انہیں بوسہ دیتے، ان کا ہاتھ پکڑ کر لاتے اور انہیں اپنی نشست پر بٹھا لیتے اور جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو اپنی طرف تشریف لاتے ہوئے دیکھتیں تو خوش آمدید کہتیں پھر کھڑی ہو جاتیں اور آپ ﷺ کو بوسہ دیتیں"۔

وصلى الله على النبى الكريم وعلى آله وصحبه أجمعين.

فہرست پر جائیں

طب و صحت

انار کے فوائد

حکیم محمد نوید

انار ایک مشہور ومعروف درخت کا پھل ہے۔اس کا درخت تقریبا پندرہ سے بیس فٹ لمبا ہوتا ہے چھال زردی مائل بھوری ہوتی ہے ، پتے لمبے اور نوکدار ہوتے ہیں اور ٹہنیوں کے آمنے سامنے اگتے ہیں۔ پھولوں کا رنگ سرخ ہوتا ہے اور دو دو کی تعداد میں اکٹھے لگتے ہیں۔ جب پھول جھڑ جاتے ہیں تو درخت پھل دینے لگتا ہے۔انار کے چھلکے، درخت کی چھال، اور اس کی جڑوں کا عرق نکال کر دواؤں میں استعمال کیا جاتا ہے۔انار کی تین معروف اقسام شیریں، ترش اور میخوش (کھٹا میٹھا) ہیں۔ انار پاکستان، بھارت، افغانستان، ایران، وسط ایشیاء، جنوبی یورپ، افریقہ اور عرب ممالک میں پایا جاتا ہے۔انار منرلز اور توانائی کا خزانہ ہے جس میں کیلشیم، پوٹاشیم، فاسفورس، آئرن، ہائیڈروکلورک ایسڈ، فائٹو کیمیکلز، اینٹی آکسیڈنٹس، پولی فینول، کم کیلوریز، وٹامن اے، بی، سی، ڈی اور بائیو ایکٹو کمپاؤنڈز پائے جاتے ہیں۔

انار کو غذائی اور طبی خصوصیات کے باعث قدرت کا ایک انمول تحفہ تسلیم کیا جاتا ہے، اس پھل کو ’جنت کا پھل‘ بھی قرار دیا گیا ہے انار میں بہت سے ایسے سود مند نباتات اور مرکبات پائے جاتے ہیں جو دوسرے عام پھلوں میں نہیں ملتے۔

طبی و غذائی ماہرین کے مطابق انار کا استعمال انسانی مجموعی صحت پر حیرت انگیز مثبت اثرات مرتب کرتا ہے اور مختلف بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

فہرست پر جائیں

ایک کپ انار کے دانوں (100 گرام) میں فائبر 4 گرام، پروٹین 17 گرام، وٹامن پانچ فی صد، فولیٹ 16 فی صد، شوگر 14 گرام، اور پوٹاشیم 236 گرام جبکہ سوڈیم 3 ملی گرام پایا جاتا ہے۔

مہاسوں اور بال گرنے میں کمی

انار میں پائے جانے والا پیونِک ایسڈ بالوں کی جڑوں کو مضبوط بناتا ہے، جس کی وجہ سے بالوں کے گرنے میں کمی واقع ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اکثرلوگ انار سے حاصل کردہ تیل کو جِلد اور بالوں کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

انار کے استعمال سے خوبصورتی پر آنے والے مثبت اثرات

انار میں موجود وٹامن سی سورج کی شعاعوں کے مضر اثرات کو کم کرتا ہے، جِلد پر جھریاں آنے سے بچاتا ہے، یہ جسم میں کولیجن کو محفوظ کرنے کی صلاحیت کو بڑھا دیتا ہے جس کے نتیجے میں رنگ قدرتی طور پر نکھرتا ہے۔

روزانہ 8 اونس انار کا جوس پینے سے جِلد بے داغ، تروتازہ اور توانا ہوتی ہے، انار کے جوس میں پیونی کلاجن اور الیجک ایسڈ موجود ہوتا ہے، یہ دونوں اجزاء جِلد کو خراب ہونے، نقصان پہنچانے والے ماحولیاتی عوامل، جِلد کو لٹکنے، سیاہ دھبے اور خشکی سے محفوظ رکھتے ہیں۔

وزن میں کمی کا باعث

انار میں جذب ہونے والی چکنائی موجود نہیں ہوتی، جس کی وجہ سے یہ ڈائٹنگ کرنے والوں کے لیے بہترین غذا کا کام دیتا ہے۔ ماہرین کے مطابق روزانہ انار کا جوس پینے سے کمر کے اردگرد چربی کا خاتمہ ہوجاتا ہے، اس کے قدرتی اجزا موٹاپے کا باعث بننے والے خلیات کا خاتمہ کر کے چربی پگھلانے

فہرست پر جائیں

میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ 100 گرام انار میں 83 کیلوریز ہوتی ہیں، جس سے آپ کو دن بھر بیدار، چوکنا اور توانا رہنے کے لیے مدد ملتی ہے، ڈائٹنگ کرنے والے افراد کے لیے انار نہایت مفید ہے، اس میں بڑی مقدار میں فائبر موجود ہوتا ہے، جس سے آپ کو بھوک کم لگے گی اور آپ کا ہاضمہ بھی تیز ہوگا۔

ذہنی تناؤ میں کمی

ذہنی تناؤ کو کم کرنے کے لیے بھی انار ایک بہترین ٹانک ہے، ماہرین کا کہنا ہے کہ انار میں سنگترے اور سبز چائے سے تین گنا زیادہ اینٹی آکسیڈنٹس پائے جاتے ہیں، جو جسم کو کئی فاضل مادوں کے اثرات سے بچاتے ہیں۔ اس کے علاوہ انار میں آئرن، پوٹاشیم اور میگنیز کی بڑی مقدار موجود ہوتی ہے، جس کی وجہ سے یہ انسانی صحت پر بہت اچھے اثرات مرتب کرتے ہیں۔

دورانِ حمل انار کا باقاعدگی سے استعمال انیمیا اور پٹھوں کے سخت ہو کر اکڑ جانے سے محفوظ رکھتا ہے۔

دل کے امراض سے بچاؤ

انار میں موجود فائٹو کیمیکلز کولیسٹرول اور بلڈ پریشر کم کرتے ہیں جبکہ روزانہ انار کا ایک اونس تازہ جوس پینے سے آپ کی کیروٹڈ آرٹری میں موجود رکاوٹیں دور ہوتی ہیں، یہ رکاوٹیں اسٹروک اور دل کی دیگر بیماریوں کا باعث بنتی ہیں۔

وٹامن سی، وٹامن بی فائیو، پوٹاشیم اور فائبر سے بھرپور اس پھل کے سفید چھلکے اور باہر کی پتلی جلد بھی کھائی جاسکتی ہے بلکہ وہ پھل کا ہی حصہ ہوتے ہیں۔

انار کے استعمال سے مجموعی صحت پر آنے والے اثرات

صبح نہار منہ پانی کے علاوہ انار کا جوس پینا بے حد مفید ہے، انار کا تازہ جوس (ایک گلاس) گرم

فہرست پر جائیں

کریں، جب بھاپ نکلنا شروع ہوجائے تو اسے نیم گرم حالت میں نہار منہ پی لیں یا پھر مٹھی بھر انار دانے کو آدھے لیٹر پانی میں دس منٹ اُبال کر نچوڑیں، انجائنا کے مریضوں کو یہ پانی عام درجہ حرارت پر صبح کے وقت پینے کو دیں، اس سے سینے میں کھنچاؤ اور درد میں بے پناہ افاقہ ہوگا۔

بریسٹ کینسر کے لئے مفید

خواتین میں بریسٹ کینسر ایک عام مرض ہے، ایک تحقیق کے نتائج میں یہ بات سامے آئی ہے کہ انار کے جوس کا استعمال بریسٹ کینسر کے خلیات کو ختم کرنے میں مدد دیتا ہے جبکہ اس عمل کے دوران صحت مند خلیے بالکل ٹھیک حالت میں رہتے ہیں۔

یادداشت میں بہتری

تحقیقاتی مطالعہ جات سے کچھ ایسے شواہد حاصل ہوئے ہیں جن کے ذریعے پتہ چلا ہے کہ انار کا جوس یادداشت بہتر بنانے میں بھی معاون و مددگار ہے۔

ایک تحقیق میں ایسے رضاکاروں کو شامل کیا گیا جن کی حال ہی میں سرجری کی گئی تھی، ان مریضوں میں روزانہ کی بنیاد پر انار کے جوس کے استعمال سے یادداشت کو متاثر ہونے کے خطرے کو کم دیکھا گیا تھا۔

فہرست پر جائیں

جناب یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مفتی جنید شمس حفظہ اللہ

افسوس کے ہمارے محترم کرما فرما جناب یعقوب صاحب تقریباً ڈیڑھ ماہ کی علالت کے بعد شب جمعرات ۳ محرم الحرام ۱۴۴۳ھ بمطابق ۱۱ اگست ۲۰۲۱ء کو داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اس دار فانی سے رحلت فرما گئے ، انا للہ وانا الیہ راجعون ، ان للہ ما أخذ ولہ ما أعطی وکل شی عندہ بأجل مسمی.

مرحوم سے بندہ کی شناسائی اور تعلق ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ میں جامعہ کی شاخ جامع مسجد حفیظیہ میں فریضہ امامت سنبھالنے کے بعد پیدا ہوا، اور پھر ہر گزرتے دن کے ساتھ اس تعلق میں الحمدللہ اضافہ ہی ہوتا رہا۔

مرحوم عارف باللہ صوفی باصفا پیر طریقت حضرت مولانا عبد الواحد صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ کے سچے عاشق اور محبّ تھے، جب تک حضرت اقدس ذی حیات تھے ان کی نگاہِ التفات اور عنایات سے بہرہ بند ہوتے رہے، حضرت کے وصال کے بعد سے تادم مرگ ہر موقع پر بڑی شدت اور حسرت سے حضرت کو یاد کیا کرتے تھے،اور اکثر فرمایا کرتے تھے"ہماری زندگیوں میں یہ بدلاؤ انہی کا تو لایا ہوا ہے"۔اور کبھی کبھار بڑے لطف انگیزی اور لذت آفرینی کے ساتھ حضرت کے واقعات و معمولات بھی سنایا کرتے تھے۔

شاید یہ حضرت سے تعلق کا ہی اثر تھا کہ دین واہل دین سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے اور ہر طرح کی دینی خدمت کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے تھے، مسجد حفیظیہ کے تو گوشہ گوشہ مین ان کی بے لوث خدمات اور حسن انتظام وانصرام کے آثار نمایاں ہیں جو لحہ بالحہ ہمارے دلوں میں ان کی یاد تازہ کرتے رہتے ہیں۔

مسجد سے مرحوم کا تعلق واقعی قابل رشک تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن سات اشخاص کے بارے میں بروز قیامت حشر کے میدان میں عرش کے سایہ تلے ہونے کی خوشخبری سنائی تھی ان میں سے ایک کے بارے میں یہ الفاظ ہیں (ورجل قلبه معلق فی المساجد) کہ ایک شخص وہ ہے جس کا دل ہر

فہرست پر جائیں

وقت مسجد میں لگا رہتا ہے۔(صحیح بخاری) مرحوم کو بلاشبہ اس جملہ کا مصداق پایا، کہ ہر وقت مسجد میں حاضری کی فکر دامن گیر رہتی تھی، رہائش گاہ مسجد سے کافی فاصلہ پر ہونے کے باوجود بھی اذان ہوتے ہی مرحوم کا بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوجانا ایک قابلِ رشک امر تھا۔ اگر کبھی کسی عذر کی بنا پر مسجد آنے سے رہ جاتے تو بہت زیادہ رنجیدہ خاطر اور غمگین نظر آتے گویا کوئی گہرا صدمہ پہنچا ہو۔

مرحوم کا شوقِ علم بھی قابلِ دید تھا، عمرِ رفتہ پر کفِ افسوس ملنے کے بجائے اولوالعزمی اور عالی حوصلگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اب بھی اگر کوئی علم کی مجلس میسر آجاتی تو ضرور شرکت کرتے اور مسرت کا اظہار فرماتے۔ان کی وفات کے دن اساتذہ کی مجلس میں ان کے علمی شوق کا تذکرہ کرتے ہوئے صدر جامعہ حمادیہ حضرت مولانا قاسم عبد اللہ صاحب نے فرمایا ”وہ ہمارے جامعہ کے شعبہ دراسات دینیہ کے اولین فاضلین میں سے تھے۔ہم نے جب جامعہ میں دو سالہ دراسات دینیہ کورس شروع کیا تو انہوں نے نہ صرف یہ کہ اس میں داخلہ لیا بلکہ شدید نجی مصروفیات کے باوجود دو سال تک پابندی کے ساتھ اسباق میں شریک ہوتے رہے اور امتحان بھی پاس کیا“۔

باوقار شخصیت،شائستہ انداز گفتگو اور خوش خلقی و نیک خوئی کی وجہ سے ہر دلعزیز ومقبولِ خاص و عام تھے جامعہ سے خصوصی وابستگی اور مسجد انتظامیہ کے اہم ستون ہونے کی وجہ سے اربابِ جامعہ کے بھی منظور نظر تھے چنانچہ اکثر اہلِ محلّہ اور احباب ومتعلقین نے اپنی تمام تر مصروفیات کو ترک کر کے جنازہ تدفین کے مراسم میں شرکت کو ضروری سمجھا، دورانِ جنازہ و تدفین ایسے رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آئے جو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھے تھے، ہر شخص غمگین جب کہ بہت سے احباب زار و قطار روتے ہوئے غم سے نڈھال نظر آئے۔خلاصہ یہ کہ حق تعالیٰ نے مرحوم کو وہ اوصاف و کمالات عطا فرمائے تھے جو آج کل کے دور میں خال خال ہی دیکھنے میں آتے ہیں یعقوب صاحب رحمہ اللہ پر آنسو بہانا درحقیقت بہت سے فضائل و بہترین خصائل کا رونا ہے۔

جملہ پسماندگان و لواحقین سے دلی تعزیت کرتے ہوئے میں اور انتظامیہ جامعہ رب تعالیٰ کے حضور دعا گو ہیں کہ مرحوم پر حق تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں، ان کی لغزشیں معاف ہوں، ان کے درجات بلند ہوں جنت کی فراواں نعمتیں نصیب ہوں۔آمین یا ارحم الراحمین۔

ہے دعا مرقد تیری جنت کا ایک گلزار ہو
حشر تک ہو رحمتیں تجھ پر خدا کا پیار ہو

فہرست پر جائیں

تبصرۂ کتب

مفتی محمد قمر الحسن حفظہ اللہ

نام کتاب تہذیب السراجی

مصنف محمد فاروق حسن زئی

تاریخ اشاعت درج نہیں قیمت درج نہیں

ناشر مکتب الحماد، بنوری ٹاؤن کراچی

قرآن و حدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فن میراث، آدھا علم ہے نیز قرآن مجید میں سب سے زیادہ وضاحت وتفصیل سے میراث کے احکامات کو بیان فرمایا گیا ہے ۔ اسی طرح حدیث میں یہ صراحت بھی ہے کہ میراث سے متعلق پہلی آیت اس وقت اتری جب ایک شہید بدری صحابیؓ کی بیوہ نے اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر مرحوم کی تقسیم میراث سے متعلق جاہلیت کی رسم کی شکایت کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے قرآنی آیات اتار کر خواتین کا حصہ میراث متعین فرمادیا۔ اور جاہلیت کے دستور کو کالعدم قرار دے دیا۔

فن میراث کی اسی اہمیت کی وجہ سے امت مسلمہ میں اس کو اہتمام کے ساتھ پڑھنے پڑھانے کا رواج چلا آرہا ہے۔ فن میراث میں مختصر و مطول بہت سی کتابیں مختلف زبانوں میں لکھی گئی البتہ

فہرست پر جائیں

علامہ سجاوندیؒ کی کتاب ''السراجی'' کواللہ تعالیٰ نے قبولیت عامہ سے نوازا اور یہ ہندو پاکستان میں عرصہ دراز سے درس نظامی کا حصہ ہے جس سے طلباء کرام نسل درنسل فیض یاب ہوتے رہے ہیں۔

علماء کرام نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق سراجی کی شروحات تصنیف کی ہیں۔ ہندوپاک میں اردو زبان میں شروحات کی بھرمار ہے اورعربی زبان میں شاید اس لیے زیادہ کوشش وکاوش نہیں کی گئی کہ سراجی بذات خودعربی زبان کی تصنیف ہے۔

البتہ یہ بھی حقیقت ہے کہ معہد اللغۃ العربیہ کے طلباء کرام کے لیے ایسی عربی شرح کی ضرورت تھی جس میں شائستہ وسلیس اور متداول ومعروف عربی زبان میں سراجی کوحل کیا گیا ہو۔ ماشاء اللہ شیخ محمد فاروق حسن زئی صاحب نے اس ضرورت کومحسوس کیا اور''تہذیب السراجی'' کے نام سے زیرتبصرہ کتاب مرتب فرمائی ہے۔طلباء کرام کے ذوق کے مطابق اس میں اتنی طوالت نہیں ہے کہ طلباء کرام اکتاجائیں اورنہ ہی اتنا اختصار ہے کہ سمجھ میں نہ آئے بلکہ مصنف نے اعتدال کوملحوظ رکھا ہے۔

بقدرِضرورت تشریحات وتوضیحات ، مثالوں وتمرینات کے ساتھ ساتھ بعض جگہوں پر نکات اورواقعات کوبھی قلمبند فرمایا ہے۔

کتاب کے جستہ جستہ مقامات کے مطالعہ سے واضح ہوا کہ مصنف کا قلم شستہ ورواں ہے۔اللہ تعالیٰ ان کے زورِقلم میں اضافہ کرے۔مصنف کی اس تصنیف لطیف نے معہد اللغۃ العربیۃ کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے نیز پیچیدہ ومغلق حواشی سے بھی مستغنی کردیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کوشش کومقبول عام فرمائے۔

فہرست پر جائیں

سنہری باتیں

قسط نمبر 03

مولانا مفتی عاصم عبداللہ صاحب

تین فرشتے

کسی نبی کے زمانے میں ایک بادشاہ تھا۔ اس نے منادی کرادی کہ سوائے میرے کوئی خیرات نہ کرے۔ ایک عورت کے دروازے پر ایک سائل گذرا۔ اس نے تین روٹیاں دے دیں۔ یہ بات بادشاہ کو معلوم ہوئی تو اس نے اس کا ہاتھ کٹوا کر شہر بدر کردیا۔ وہ کسی دوسرے بادشاہ کی سلطنت میں گئی۔ بادشاہ نے اس عورت سے حال پوچھا۔ تو اس نے اپنا ماجرا بیان کیا اس پر بادشاہ نے اس سے نکاح کرلیا اور خدا نے اس بادشاہ کے دل میں اس کی ایسی جگہ دی کہ اس نے اپنی ساری بیویوں پر اسے ترجیح دینا شروع کی اور خدا نے اس سے ایک لڑکا عنایت کیا۔ بادشاہ جب جنگ کرنے نکلا تو بادشاہ کی کسی بیوی نے بادشاہ کی طرف سے اس بادشاہ کی ماں کو لکھ بھیجا کہ جس عورت کے ہاتھ کٹے ہوئے ہیں، اسے سلطنت سے نکال دے۔ یہ سن کر وہ عورت بچہ لے کر انا للہ وانا الیہ راجعون کہتی ہوئی نکل کھڑی ہوئی۔ وہ دجلہ پر پانی پینے آئی تو لڑکا دریا میں گر پڑا اور نظروں سے غائب ہوگیا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ اے اللہ! آپ کا شکر ہے اور آپ ہی سے شکایت ہے اور آپ ہی فریاد رس ہیں اور آپ ہی سے مدد چاہی جاتی ہے اور آپ ہی پر بھروسہ ہے۔ اس کے بعد اس کے پاس تین فرشتے اُتر کر آئے۔ ایک نے کہا یہ تیرا ہاتھ ہے، دوسرے نے کہا یہ تیرا دوسرا ہاتھ ہے اور تیسرا دجلہ میں اتر پڑا اور کہنے لگا یہ تیرا لڑکا ہے۔ پھر

فہرست پر جائیں

انہوں نے اس سے کہا یہ تیری تین روٹیاں ہیں جو خدا کے نام پر تونے خیرات کی تھیں۔ اس کے بعد وہ دجلہ کے کنارے پر لوگوں سے کنارہ کش ہوکر عبادت خدا میں مشغول ہوگئی۔ جب اس کا خاوند بادشاہ واپس آیا تو اس نے اپنی ماں سے اس کا حال پوچھا۔ ماں نے خط کے بارے میں اطلاع دی تب اسے معلوم ہوا کہ یہ عورتوں کی مکاری کا نتیجہ تھا۔ اس کے بعد اس عورت کا حال پوچھتا پھرا یہاں تک کہ وہ ملی، اس سے اس نے واپس چلنے کو کہا۔ اس نے انکار کیا اس پر وہ بھی اسی کے ساتھ تارک الدنیا ہوکر عبادت میں مشغول ہوگیا اور اپنے ملک سے دست بردار ہوگیا۔

اے اللہ میں آپ سے امید وار ہوں

بصرہ کے کسی قاضی کی ایک عابدہ لڑکی تھی۔ ایک دن کسی واعظ کے پاس خیرات کی فضیلت دریافت کرنے گئی۔ ایک سائل جو آیا تو اس نے اپنی لونڈی سے کہا کہ میرے گیسو میں سے یہ جوہر لے کر اسے دیدے اور اسے اپنے باپ کے خوف سے جلدی تھی اس لئے اس نے اپنا گیسو کاٹ کر سائل کو دیدیا۔ سائل نے جوہر نکال لیا اور گیسو کو پھینک دیا۔کوئی بدکار اس کے باپ کے پاس پہنچا اور اس سے کہا تیری بیٹی نے برا کام کیا ہے اور اس کا گیسو کٹ گیا ہے۔ اس کے باپ نے یہ ماجرا اس سے بیان کیا وہ بولی ،معاذ اللہ! کہ ایسا ہوا ہو۔ باپ نے کہا مجھے اپنا گیسو دکھا اس نے کہا اچھا ذرا میں دو رکعت نماز پڑھ لوں اور حالت سجدہ میں کہنے لگی: اے اللہ! میں آپ سے امیدوار ہوں اور آپ ہی کے لئے میں نے خیرات کی ہے اور آپ ہی پر میرا بھروسہ ہے۔ مجھے میرے باپ کے سامنے رسوا نہ کرنا۔ اس کا سرابھی سجدے سے نہ اٹھا تھا کہ خدا نے اس کے سر پر دس گیسو ڈال دیئے کہ ہر گیسو میں ایک ایک جوہر پڑا تھا جو ایک نیکی کرتا ہے اس کو دس گنا ملتا ہے۔ پس وہ باوقار ہوکر اپنے باپ کے سامنے نکل آئی۔ اسے تعجب ہوا اس کے بعد باپ کو اپنا ماجرا کہہ سنایا اور باپ نے اس شخص کے بارے میں بتلا دیا جس نے اس کی خبر دی تھی۔ وہ بولی اسے معاف کردیجئے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

فہرست پر جائیں

چار انڈے

حضرت یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کی روایت بیان کی ہے کہ اس نے اپنی زوجہ کو حکم دیا کہ سائل کو کچھ دیدے۔ اس نے چار انڈے دیدیئے۔ جب وہ چلا گیا تو ایک شخص ایک تھیلی میں انڈے دے گیا۔ اس نے اپنی عورت سے پوچھا تو نے کتنے انڈے خیرات کئے تھے؟ عورت نے کہا چار۔ اس نے پوچھا تجھے کتنے ملے؟ وہ بولی تیس۔ اسے تعجب ہوا اور کہنے لگا تو چار خیرات کئے اور ملیں تیس یہ بے حساب کیسے......؟ یعنی ایک کا دس گناہ بدلہ ملتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اس میں دس ٹوٹے ہوئے ہیں کیونکہ ایک انڈا ٹوٹا ہوا دیا تھا۔

خواہش نفسانی

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی کا بیان ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بار شہد کھانے کا جی چاہا۔ جب میں نے ان کے سامنے پیش کیا تو اس میں سے کھایا اور مجھ سے دریافت کیا یہ کہاں سے آیا؟ میں نے کہا کہ میں نے ڈاک کے گھوڑے پر ایک غلام کو دو اشرفیاں دے کر بھیجا تھا، وہ آپ کے لئے خرید لایا تھا۔ پھر فروخت کر کے میرا راس المال میرے حوالے کیا اور باقی بیت المال میں لوٹا دیا اور اپنے میں کہا کہ اے عمر تو نے مسلمانوں کے گھوڑے کو اپنی خواہش نفسانی کے لئے تھکایا۔

بائع جبرائیل اور مشتری میکائیل ہیں

ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی لنگی فروخت کرنے نکلے تاکہ اس کی قیمت سے کچھ خورد و نوش کا سامان کریں، چنانچہ وہ چھ درہم میں فروخت ہوئی۔ ایک سائل نے آپ کو دیکھا۔ آپ نے وہ دام اس کے حوالے کردیئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک اعرابی

فہرست پر جائیں

کی صورت میں آئے اور ایک اونٹنی لئے ہوئے تھے۔ کہنے لگے: اے ابو الحسن! یہ اونٹنی خرید لیجئے۔ آپ نے جواب دیا کہ میرے پاس اس کی قیمت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کچھ مدت بعد دے دیجئے گا۔ آپ نے سو درہم کے عوض اسے خرید لیا۔ پھر آپ کو راستے میں حضرت میکائیل علیہ السلام ملے اور انہوں نے پوچھا کیا یہ اونٹنی آپ فروخت کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں! میں نے سو کی خریدی ہے۔ انہوں نے کہا: ساٹھ مجھ سے نفع لے لیجئے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام ملے پوچھنے لگے کیا آپ نے اونٹنی فروخت کر ڈالی؟ آپ نے فرمایا: ہاں! انہوں نے کہا: میرا دین ادا کردیجئے۔ آپ نے سو ان کے حوالے کئے اور ساٹھ لے کر چلے آئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے پوچھا یہ کہاں سے لے آئے؟ آپ نے فرمایا میں نے چھ درہم سے خدا کے ساتھ تجارت کی تھی۔ مجھ کو ساٹھ عطاء فرمائے۔ پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو اطلاع دی، آپ نے فرمایا: بائع، جبرئیل علیہ السلام اور مشتری، میکائیل علیہ السلام ہیں اور وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ناقہ ہے قیامت میں سواری کرنے کی۔

بچے بھوک سے رو رہے تھے

حضرت ابن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ کی شرح بخاری میں، میں نے دیکھا ہے کہ ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے گھر آئے تو آپ کے بچے رو رہے تھے۔ آپ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سبب پوچھا۔ انہوں نے کہا بھوک سے رو رہے ہیں تو وہ ایک دینار قرض لائے۔ اتنے میں دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شخص کہتا ہے اے ابوالحسن رضی اللہ عنہ! میرے بچے بھوک سے رو رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ دینار اسے دیدیا۔ اتنے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرمارہے ہیں۔ اے علی رضی اللہ عنہ! اے ابوالحسن رضی اللہ عنہ! آپ شام کو کھانا نہ کھلاؤ گے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں! خدا کے بھروسے پر، گھر میں جو آئے تو گھر میں پکے ہوئے ٹکڑے رکھے تھے۔ انہوں نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کردیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اس دینار کی بدولت ہیں جو تم نے فلاں کو دیا تھا۔

فہرست پر جائیں

اے عثمان تمہیں مبارک ہو

جس روز حضرت علیؓ کی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی تھی تو اس دن عثمانؓ نے، حضرت علیؓ کی زرہ، چار سو درہم میں بکتے دیکھا تو عثمانؓ نے کہا یہ شہسوار اسلام یعنی حضرت علیؓ کی زرہ ہے، یہ ہرگز نہیں بک سکتی۔ اور یہ کہہ کر حضرت علیؓ کے غلام کو چار سو درہم دیدیے اور قسم کھلا دی کہ ان کو اطلاع نہ کرے اور زرہ بھی واپس کردی۔ جب صبح ہوئی تو عثمانؓ نے اپنے گھر میں چار سو تھیلیاں پائیں جن میں سے ہر تھیلی میں چار سو درہم تھے اور ہر درہم پر لکھا تھا کہ عثمانؓ بن عفان کے لئے خدائے رحمٰن نے یہ سکہ مضروب کیا ہے۔ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے حضرت نبی کریم ﷺ کو اس کی اطلاع دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عثمانؓ تمہیں مبارک ہو۔

میرے گناہ بہت ہیں

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ ’’نجم‘‘ میں بیان کیا ہے کہ عثمانؓ بڑے خیرات کرنے والے تھے۔ ان کے رضاعی بھائی، عبداللہ بن ابی سرح نے ان سے کہا: اس قدر زیادہ خیرات آپ کیوں کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: میرے گناہ بہت ہیں اس لئے میں اپنے پروردگار کی رضامندی کا خواہاں ہوں اور اس کی معافی کا امیدوار ہوں۔ ان کے بھائی نے کہا اچھا! مجھے کجاوہ سمیت ایک اونٹ دیدو اور میں تمہارے گناہوں کو اپنے ذمہ لئے لیتا ہوں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس پر خدا نے آیات اُتاریں جن کا مضمون یہ ہے:

> ’’کیا آپ نے اسے دیکھا جو روگردان ہوا یعنی ایمان سے اور تھوڑا دیا اور روک دیا یعنی جو عثمان کیا کرتے تھے اسے بند کرنا چاہا۔ کیا اسے علم غیب ہے کہ یہ دیکھ رہا ہے یعنی امور آخرت اسے نظر آتے ہیں جو دوسروں کا عذاب اپنے سر لیتا ہے یا اسے اس کی اطلاع نہیں ملی جو موسیٰ اور ابراہیم کے

فہرست پر جائیں

صحیفوں میں تھا جنھوں نے اپنا فرض منصبی پورا کیا کہ کوئی گنہگار کسی دوسرے کا گناہ اپنے ذمہ نہیں لے سکتا یعنی کسی دوسرے کے گناہ کی باز پرس اس سے نہ ہوگی۔‘‘

قحط سالی

حضرت ابن عباس ﷛ کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت ابو بکر ﷛ کے زمانے میں قحط پڑا۔ کسی نے آپ ﷛ سے کہا کہ لوگ بڑی سختی میں ہیں۔ آپ ﷛ نے فرمایا شام بھی نہ ہونے پائے گی کہ تم سے یہ مصیبت دور ہوجائے گی۔ جب دن ختم ہوا تو حضرت عثمان بن عفان ﷛ کے غلہ کے اونٹ شام سے آ گئے۔ ان کے پاس تاجر لوگ پہنچے اور کہنے لگے لوگ قحط کی وجہ سے سختی میں مبتلا ہیں اور آپ کے پاس سو اونٹ بھر کے گیہوں آئے ہیں، آپ ہمارے ہاتھ فروخت کردیجئے۔ آپ ﷛ نے دریافت کیا کہ مجھے کیا نفع دوگے؟ انہوں نے کہا: ہر دس میں دو درہم نفع دیں گے۔ آپ ﷛ نے فرمایا: بڑھاؤ۔ انہوں نے کہا اچھا! چار دیں گے۔ آپ ﷛ نے فرمایا اور بڑھاؤ۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم مدینہ کے تاجر ہیں آپ کو اس سے زیادہ کون دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا یقیناً خدا تعالیٰ نے ایک درہم کے دس دیئے ہیں چنانچہ ارشاد ہے جو ایک نیکی لاتا ہے اس کے لئے ویسی دس ہیں۔ اس کے بعد آپ نے کہا: میں تمہیں شاہد بناتا ہوں کہ یہ سب مسلمانوں کے لئے خیرات ہے۔ ابن عباس ﷛ کہتے ہیں: کہ میں نے اس شب میں حضرت نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ابلق گھوڑے پر سوار ہیں اور نوری حریر کا لباس پہنے ہیں اور کچھ جلدی میں ہیں، میں نے عرض کیا یا نبی اللہ ﷺ میں آپ کا مشتاق ہورہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن عباس! عثمان نے خیرات کی ہے اور خدا نے قبول فرمالی اور اس کے عوض میں جنت میں ایک دلہن سے ان کی شادی کردی ہے چنانچہ میں ان کی تقریب شادی میں مدعو ہوں۔

فہرست پر جائیں

دار الافتاء

آپ کے مسائل کا شرعی حل

حضرت مولانا مفتی عاصم عبداللہ صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام!

۱۔بلڈ پریشر (BP)نارمل رکھنے کے لیے ہاتھ میں کڑا (تانبے کا) پہننے سے فائدہ ہوتا ہے۔(میرے ایک دوست نے پہنا ہے) وہ کہتا ہے کہ اس کڑے سے میرا ہاتھ کا درد ختم ہوگیا ہے ۔وہ کہتا کہ سائنس کے مطابق تانبے کے کڑے میں دوسرے اجزاء بھی شامل ہیں جن سے فائدہ ہوتا ہے ۔مجھے بھی اس کڑے سے فائدہ ہوا ہے ۔اس نے ایک مثال دی کہ اگر ٹانگ ٹوٹ جائے تو لوہے کی راڈ ڈالی جاتی ہے ۔تو راڈ سے فائدہ ہوتا ہے۔اور ٹانگ کچھ عرصہ کے بعد ٹھیک ہوجاتی ہے۔

۲۔سگریٹ ایک نشہ آور چیز ہے۔لیکن خاص سگریٹ کے بارے میں بتائیں کہ سگریٹ پینا جائز ہے یا نہیں۔

۳۔ میری بیٹی جس کی عمر تقریباً ۲۶ سال ہوگئی ہے۔ اس کی شادی کی ساری تیاری مکمل ہے۔لیکن ماں اس شادی پر راضی نہیں ہے ۔کیوں کہ لڑکے والے سندھی ہیں اور وہ اپنی لڑکی کی شادی سندھیوں میں نہیں کرنا چاہتی۔ جب کہ باپ ، بھائی ،بہن اور تمام رشتہ دار اس شادی پر راضی ہیں۔کیا باپ ماں کے راضی نہ ہونے کی صورت میں یہ شادی کراسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً

۱۔ بطور علاج تانبے کا کڑا پہننے کی گنجائش ہے بشرطیکہ کوئی ماہر ڈاکٹر تجویز کرے یا اپنا تجربہ ہو البتہ اس کو کپڑے وغیرہ کے اندر رکھے تاکہ کسی کو غلط فہمی نہ ہو۔

۲۔سگریٹ پینا ناجائز نہیں ہے کیونکہ اس کا نشہ اس حد تک نہیں ہے کہ آدمی بہک جائے البتہ مناسب بھی نہیں ہے ۔

فہرست پر جائیں

۳۔ والد اپنی بچی کی شادی کرواسکتا ہے البتہ والدہ کی بھی رضامندی ہونا اچھا ہے تاہم اگر والدہ کسی معقول وجہ کے بغیر مناسب رشتہ سے انکار کرتی ہو تو اس کی رضامندی ضروری نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال: دودھ کی منڈی میں دودھ دوکاندار کو سیر کے حساب سے ملتا ہے جب کہ عوام میں مشہور لیٹر ہے اگر دکاندار سیر کے حساب سے دودھ خرید کر لیٹر کے حساب سے فروخت کرے تو دوکاندار کو ایک من دودھ میں ڈھائی لیٹر کا نقصان ہوتا ہے تو اگر دوکاندار سیر کے حساب سے ہی فروخت کرے تو کیا اُس کا یہ عمل دھوکہ کے اندر شمار ہوگا یا نہیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً

آپ کے مسئلہ پر غور کیا گیا۔ دوکانداروں کو اگر چہ ہول سیل میں سیر کے حساب سے دودھ فروخت کیا جاتا ہے لیکن ہماری معلومات کے مطابق دوکانداروں میں گاہک کو لیٹر کے حساب سے دودھ کو فروخت کرنے کا رواج ہے نیز یہی حکومتی حکم/آرڈر بھی ہے۔لہٰذا گاہک کو لیٹر کے حساب سے دودھ دینا لازم ہے کیونکہ وہ لیٹر کے حساب سے دودھ کا مطالبہ کرتا ہے۔ جہاں تک ایک من میں ڈھائی لیٹر نقصان کی بات ہے تو شاید اس سے مراد نفع میں کمی ہے۔حقیقی نقصان مراد نہیں ہے۔ بہر حال اگر کسی کو واقعی نقصان کا سامنا ہے اس لیے وہ گاہک کو سیر کے حساب سے دودھ فروخت کرنا چاہتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ اپنی دوکان پر ایک وضاحتی بورڈ نصب کردے جس میں تحریر ہو کہ دودھ سیر کے حساب سے فراہم کیا جاتا ہے۔ بصورت دیگر دھوکہ دہی کا گناہ ہوگا جب کہ وضاحت کے بعد دھوکہ دہی کا گناہ نہیں ہے لیکن سیر کے حساب سے فروخت کرنے کی صورت میں حکومتی حکم کی خلاف ورزی کا گناہ ہے لہٰذا اس سے بچنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

فہرست پر جائیں

قارئین ''الحماد'' کے لیے ضروری اعلان

☆......ماہنامہ ''الحمادؔ'' کے جن قارئین کی مدت خریداری ختم ہوچکی ہے، اُن سے درخواست ہے کہ آئندہ اسلامی سالِ نو، محرم الحرام ۱۴۴۳ھ تا ذی الحجہ ۱۴۴۳ھ کا سالانہ زرِتعاون بذریعہ عام ڈاک مبلغ (=/400) چار سو روپے جلد از جلد روانہ فرمائیں تاکہ زرتعاون تاخیر سے موصول ہونے کی وجہ سے جو دفتری مشکلات پیش آتی ہیں ان کا سدّ باب ہوسکے۔

☆......ایسے حضرات جو ماہنامہ ''الحمادؔ'' کی خریداری خدانخواستہ جاری رکھنا نہیں چاہتے اُن سے بھی درخواست ہے کہ اپنے خریداری نمبر کے حوالے کے ساتھ دفتر ''الحمادؔ'' کو جلد از جلد مطلع فرمائیں۔

☆......غیر ملکی ممبران سے بھی درخواست ہے کہ وہ ادارے کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے خریداری کی مدت ختم ہوتے ہی پہلے صفحہ پر شائع شدہ سالانہ زرِتعاون کی شرح کے مطابق زرِ سالانہ روانہ فرمائیں۔

☆......منی آرڈر روانہ کرتے وقت نیز ادارے سے کسی بھی قسم کی خط و کتابت یا رابطہ کی صورت میں لفافے پر درج اپنے ''خریداری نمبر'' کا حوالہ ضروری دیں۔

☆......سالانہ زرِ تعاون براہ راست (ON-LINE) مسلم کمرشل بینک، برانچ شاہ فیصل کالونی نمبر3 کراچی، کے اکاؤنٹ نمبر 0103601010009449 جمع کرانے کی صورت میں بینک ڈپازٹ سلپ نمبر اور اپنے خریداری نمبر سے دفتر الحماد کے درج ذیل ٹیلی فون نمبر یا واٹس ایپ نمبر پر ضرور مطلع فرمائیں۔ شکریہ۔

نوٹ: الحماد کے بینک اکاؤنٹ میں ایزی پیسہ، موبی کیش اور جاز کیش کے ذریعہ بھی سالانہ زرِتعاون جمع کروایا جاسکتا ہے۔

مدیر ماہنامہ ''الحماد''
جامعہ حمادیہ، شاہ فیصل کالونی نمبر۲، کراچی
فون نمبر/ واٹس ایپ/ جاز کیش
+92-300-1201016

فہرست پر جائیں

پاکستان کا پہلا خلائی پروگرام

PAKISTAN'S FIRST SPACE PROGRAM

مولانا حافظ محمد بلال بن عبدالوحید صاحب مدظلہ

یہ سات جون 1962 کا دن تھا۔ اُس دن ، پاکستان کے پہلے ایٹمی دھماکوں سے 36 سال قبل بلوچستان کی سرزمین پر، ایک اور سائنسی تجربہ ہونا تھا۔ اور 5 پاکستانی سائنسدانوں کا ایک گروہ، اس دن سونمیانی (بلوچستان) میں پاکستان کے پہلے راکٹ کو خلا میں بھیجنے کی تیاری کر رہا تھا۔ رات کے آٹھ بجنے میں ابھی سات منٹ باقی ہیں۔

پھر کاؤنٹ ڈاؤن یعنی الٹی گنتی شروع ہوتی ہے۔

تھری، ٹو، ون---

اور پاکستان کا پہلا راکٹ 'رہبر-اول' (Rehbar-I) کامیابی سے بالائی فضا (خلا کے ابتدائی مدار) میں لانچ ہو کر اپنے بعد آنے والے مزید راکٹس کے لیے ایک راہ نما و رہبر، جب کہ ، پاکستان کے میزائیل پروگرام کی پہلی سیڑھی بن جاتا ہے۔

اس راکٹ لانچ کے ساتھ پاکستان نے پوری مسلم دنیا میں خلائی قوت حاصل کرنے والے پہلے ملک کا اعزاز حاصل کیا، بلکہ بھارت کو ہزیمت سے دوچار کرتے ہوئے ، جنوبی ایشیا کی پہلی اور ایشیا کی تیسری خلائی قوت بنا۔ نہ صرف اتنا، بلکہ پاکستان دنیا کے ان چند ممالک کی صف میں بھی شامل ہوگیا جنہوں نے اپنی پہلی ہی کوشش میں کامیابی سے کسی بھی راکٹ کو خلا میں پہنچادیا ہو۔

پاکستان کا پہلا خلائی راکٹ رہبر اول، 80 پاؤنڈ وزن کا سوڈیم لے جانے والا ، 02 مرحلوں پر مشتمل ٹھوس ایندھن استعمال کرنے والا راکٹ تھا۔

ہماری تاریخ کے اس قابل فخر کارنامے کا پس منظر یہ رہا تھا کہ، دوسری عالمی جنگ کے اختتام ہونے کے بعد ساٹھ کی دہائی شروع ہوچکی ہے۔ جنگ کا میدان اب زمین کے بجائے خلا کی طرف منتقل ہو چکا تھا۔ جنگ کی نوعیت بھی اب ایک دوسرے کو ہتھیاروں کے ذریعے نقصان پہنچانے کے بجائے معاشی اور سائنسی میدان میں پیچھے چھوڑ دینے میں بدل چکی تھی۔ روس اور امریکہ کے درمیان سرد جنگ کی ابتدا ہوچکی ہے، یہ دونوں ملک ایک دوسرے کو خلائی دوڑ میں نیچا دکھانے کے درپے ہیں۔ امریکہ حیران ہے کہ روس نے خلا میں پہلا انسان پہنچانے میں کیسے سبقت حاصل کر لی؟

یکایک اس وقت کے امریکی صدر جان ایف کینیڈی اعلان کردیتے ہیں کہ امریکہ ساٹھ کی دہائی کے اختتام سے قبل نہ صرف انسان کو چاند پر اتارے گا بلکہ بحفاظت واپس بھی لائے گا۔ اپالو خلائی پروگرام کے منتظم امریکی خلائی ادارے ناسا کے لیے یہ ایک بڑا چیلنج تھا اور اس کے لیے کئی ایسے اعداد و شمار اور سائنسی ڈیٹا کی ضرورت تھی جو اس وقت اُس کے پاس موجود نہیں تھے۔ اس کام کے لئے امریکہ کو بحرِ ہند کے اوپر موجود فضا کی صورتحال کو جاننے کی ضرورت تھی اور جب اُس نے یہ کرنے کی ٹھانی، تو پاکستان کا ستارہ چمک اٹھا۔

سنہ 1961 میں جب پاکستان کے اُس وقت کے فوجی حکمران جنرل ایوب خان امریکہ کے دورے پر تھے تو اُن کے سائنسی مشیرِ اعلیٰ بھی اُن کے ہمراہ تھے۔ پاکستان کے پہلے خلائی پروگرام کے روح رواں، ڈاکٹر طارق مصطفیٰ اس وقت کو یاد کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ وہ اُس وقت پاکستان اٹامک انرجی کمیشن سے وابستہ تھے اور تربیت کی غرض سے امریکہ میں مقیم تھے۔

امریکہ میں قیام کے دوران ایک دن اُنھیں صدر ایوب خان کے سائنسی مشیرِ اعلیٰ کا فون آیا۔ 'طارق، صبح واشنگٹن میں ایک اہم میٹنگ ہے اور تم نے پہنچنا ہے۔ مجھے اس سے کوئی واسطہ نہیں کہ لفٹ لے کر آؤ یا جہاز میں آؤ، بس تم نے پہنچنا ہے۔' اگلے دن وہ، ان مشیرِ اعلیٰ کے ہمراہ واشنگٹن میں ناسا کے دفتر پہنچے۔ وہاں حکام نے اس پاکستانی وفد کے سامنے بحرِ ہند کے اوپر موجود فضا کے متعلق ڈیٹا نہ ہونے کی مشکل رکھی۔ ناسا نے پیشکش کی کہ وہ بحرِ ہند کے آس پاس کے ممالک کو راکٹ ٹیکنالوجی فراہم کرنے کو تیار ہیں، صرف ایک شرط کے ساتھ کہ اس راکٹ سے جو بھی ڈیٹا حاصل ہو گا، اس کا تبادلہ ناسا کے ساتھ بھی کیا جائے گا۔

رہبر اول (فائل فوٹو)

یہ سُن کر مشیرِ اعلیٰ، ڈاکٹر طارق مصطفیٰ کی جانب مڑے اور پنجابی میں کہا، 'طارق، تیرا کی خیال اے؟' اُنھوں نے فوراً پنجابی میں جواب دیا: 'ایہہ تے ساڈا خواب پورا ہو جائے گا۔' پنجابی میں ہونے والی اس گفتگو کو ناسا کے عہدیدار سمجھ تو نہ سکے لیکن اُنھوں نے مزاج سے اندازہ لگاتے ہوئے مشیرِ اعلیٰ سے کہا کہ 'ینگ مین لُکس ویری کین' (نوجوان (ڈاکٹر طارق مصطفیٰ) بہت پُرجوش معلوم ہو رہا ہے۔)۔

ناسا کے حکام نے اسی دن ڈاکٹر طارق مصطفیٰ کو اپنے

فہرست پر جائیں

ایک خصوصی طیارے کے ذریعے ملک کے دوسرے کونے میں بحر اوقیانوس کے کنارے واقع والپس آئی لینڈ راکٹ رینج بھیج دیا، جہاں اُنھیں تمام آلات اور سامان کے متعلق بریفنگ دی گئی۔ پوری رات وہ اپنی رپورٹ مرتب کرتے رہے اور اگلے دن وہ دوبارہ واشنگٹن میں ناسا کے دفتر میں، مشیر اعلیٰ کے ہمراہ اپنی رپورٹ کے ساتھ پہنچے۔ اسی دن ناسا نے پاکستان سے کہا کہ اگر آپ ہامی بھریں، تو ہم یہ پروگرام شروع کر سکتے ہیں۔ اور اُس کے صرف نو ماہ بعد ہی سونمیانی میں نہ صرف راکٹ رینج بھی بنا لی گئی بلکہ رہبر سیریز کے اولین راکٹ لانچ بھی کر دیے گئے۔ جب کہ بھارت نے یہی کام پاکستان کے کامیاب راکٹ لانچ کے 15 ماہ بعد نومبر 1963ء میں انجام دیا۔

ٹیم کی ترتیب اور راکٹ رینج کا قیام

ڈاکٹر طارق مصطفیٰ کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ ٹیم اکٹھی کریں۔ اُن کے ساتھ ڈاکٹر سلیم محمود (جو بعد میں سپارکو کے چیئرمین رہے) بھی ٹریننگ پر امریکہ میں موجود تھے۔

تین مزید سائنسدانوں احمد ضمیر فاروقی (پاکستان ایئر فورس)، محمد رحمت اللہ (محکمہ موسمیات کے ڈپٹی ڈائریکٹر) اور سکندر زمان (بعد میں چیئرمین سپارکو بنے) کو بھی امریکہ بلوا لیا گیا اور یہ مختصر سی ٹیم اپنے کام میں جُت گئی۔ سب سے پہلا مرحلہ پاکستان میں راکٹ رینج کے قیام کا تھا جو اس وقت تک پاکستان میں موجود نہیں تھی۔

اس کام کے لیے صدر ایوب خان نے تجویز دی کہ سونمیانی میں واقع فوج کی آرٹلری رینج کو اس مقصد کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے کیونکہ وہاں پر افرادی قوت کے رہنے کا انتظام اور دیگر سہولیات پہلے سے موجود تھیں۔ اس تجویز کو قبول کیا گیا اور فوراً اس آرٹلری رینج کو پاکستان کی پہلی راکٹ رینج میں بدلنے کا کام شروع کر دیا گیا۔ جب کہ سائنسدانوں کو اس کام کے لیے امریکہ میں تیاری کروائی گئی اور ناسا کی جانب سے ہی ساز و سامان مہیا کیا گیا۔

چھ مہینوں کے اندر ناسا کے ڈپوز میں موجود امریکی فوج کے فاضل سامان میں سے راکٹ چلانے کے لیے ضروری سامان تلاش کیا گیا اور اسے امریکہ کی والپس آئی لینڈ راکٹ رینج میں اکٹھا کیا گیا۔ پھر پاکستانی سفارتخانے کے مالیاتی مشیر وزیر علی شیخ کی ذمہ داری لگائی گئی کہ یہ سامان پاکستان پہنچایا جانا ہے۔ سامان میں موجود حساس آلات ڈاکٹر طارق مصطفیٰ کی ایک گاڑی کی ڈگی میں رکھ کر گاڑی پاکستان بھیج دی گئی۔ تمام سامان مارچ 1962 تک پاکستان پہنچ گیا اور تب تک راکٹ لانچ کی ذمہ دار ٹیم نے فوج کے **انجینیئرنگ** شعبے کی مدد سے مل کر آرٹلری رینج کو راکٹ لانچ کے لیے موزوں شکل دے دی تھی۔

تجربہ کیا تھا؟

تجربہ یہ کرنا تھا کہ راکٹ کے ذریعے فضا میں 50 سے 100 میل کی بلندی پر سوڈیم کے بخارات چھوڑے جائیں جنھیں سورج کے غروب ہونے کے بعد افق کے نیچے سے آنے والی سورج کی روشنی سے منعکس ہونا تھا۔ لہٰذا، رہبر اول نے 130 میل کی بلندی پر سوڈیم کے بخارات چھوڑے، اور اس کے بعد بھولاڑی، لسبیلہ، حب اور کراچی ایئرپورٹ کے مقام پر نصب کیمروں نے بیک وقت، بغیر ایک سیکنڈ کے وقفے کے، اُن بخارات کی تصاویر لینی شروع کردیں۔ اس مقصد کے لیے پاکستانی فضائیہ کے طیاروں میں استعمال ہونے والے جاسوس کیمروں کو زمین پر نصب کر دیا گیا تھا اور ان کو آپس میں منسلک کر کے بیک وقت تصاویر لینا ممکن ہو پایا تھا۔ فضائیہ سے احمد ضمیر فاروقی کو شامل کرنے کے پیچھے یہی مقصد تھا۔

ان بخارات کی تصاویر کا بغیر کمپیوٹر کی مدد کے طویل حسابات کے ذریعے تجزیہ کیا جانا تھا جس سے بالائی فضا کے درجہ حرارت اور وہاں پر ہواؤں کا رخ معلوم ہو جاتا، جس کی ناسا کو اپالو پروگرام کے لیے ضرورت تھی۔

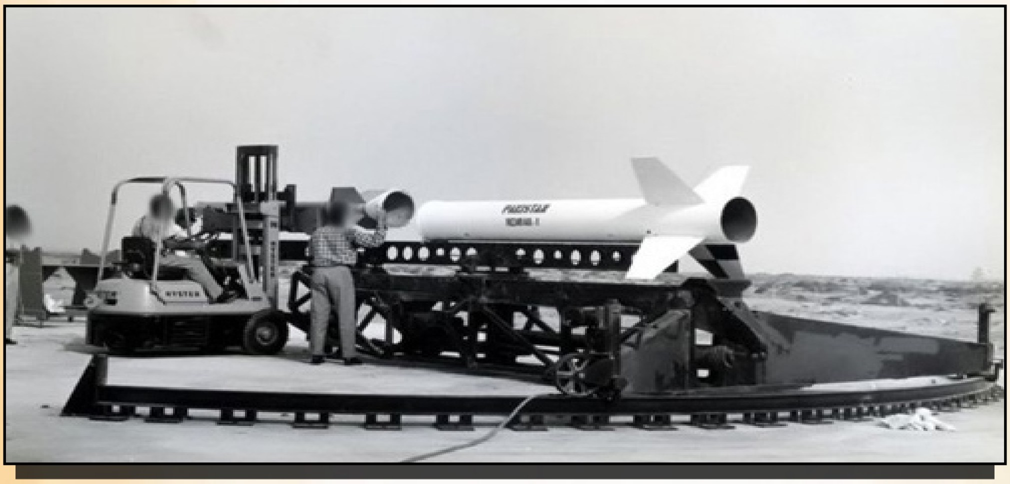

تصویر کا کیپشن: رہبر ون پر کام جاری ہے

اللہ پاک کی رحمت پاکستان پر بے پناہ مہربان تھی، اسی لئے، امریکہ کی پریشانی کے وقت میں، پاکستان نے ناسا کی اس پیشکش کا فائدہ اٹھا کر خود کو خلائی دوڑ میں ایشیا کا سرفہرست ملک ثابت کر دیا۔ اور اس طرح سے یہ عمل ، پاکستان کا دفاع ناقابل تسخیر ہونے کی طرف پہلا قدم بنا، یعنی کہ پاکستان میں میزائل سازی کی بنیاد پڑ گئی۔

اپنے ہی ملک میں راکٹوں کی تیاری

رہبر راکٹ لانچ کے لیے مدد اور سامان امریکہ نے فراہم کیا مگر اس کے کامیاب لانچ کے بعد پاکستانی سائنسدانوں نے یہ سوچا کہ کیوں نہ ملک میں خود ہی راکٹس تیار کیے جائیں۔ حالاں کہ امریکہ، مفت راکٹس فراہم کرنے کے لیے تیار تھا، مگر پاکستان اپنے راکٹس بنانا چاہتا تھا۔چنانچہ جاپان اور فرانس کے سروے کیے گئے اور باالآخر فرانس کی ٹیکنالوجی زیادہ موزوں قرار پائی۔

فرانس سے ٹیکنالوجی کے حصول کے لیے پاکستانی سائنسدانوں کو فرانسیسی زبان سکھائی گئی اور خصوصی طور پر کراچی اور فرانس میں کورسز کروائے گئے تاکہ وہ فرانسیسی انجینیئرز سے گفتگو کر کے ٹیکنالوجی سمجھ سکیں۔اس کے بعد کراچی میں ماڑی پور کے مقام پر راکٹس کی تیاری کا پلانٹ لگایا گیا، جہاں سے تیار ہونے والے راکٹس سے 1969 میں پاکستان نے تجربے شروع کیے، جنھیں شہپر سیریز کہا گیا۔

’آپ لوگ انسان تھے یا جن؟‘

سب سے بہترین بات یہ ہے کہ یہ پورا کام پاکستانی سائنسدانوں نے ریکارڈ مدت میں انجام دیا۔وہ لوگ جنھوں نے کبھی خلا یا راکٹ پر کام ہی نہیں کیا تھا ان کی ٹریننگ کرائی گئیں، ٹیمیں بنائی گئیں، سائنسی دماغوں کو ایک ساتھ اکٹھا کیا گیا اور ہر کسی سے اس کے شعبے اور مہارت کے مطابق مدد لی گئی۔ اور حیرانگی اور قابل فخر بات یہ ہے کہ صرف نو مہینے میں یہ سارا پروجیکٹ کامیابی سے مکمل کرلیا گیا۔اس پراجیکٹ کے روح رواں ڈاکٹر طارق ہنستے ہوئے بتاتے ہیں کہ سونمیانی کی آرٹلری رینج کے انچارج میجر بادشاہ نے تجربے کی کامیابی کے بعد اُن سے کہا کہ ’یار آپ لوگوں نے جو وہاں کام کیا ہے، ہم تو اس پر بڑے حیران ہوئے۔‘

"ایک دن تو ہمیں اطلاع ملی کہ اٹامک انرجی والے لڑکے وہاں آ کر کچھ کرنا چاہتے ہیں، اور چند مہینوں بعد ہمیں پتا چلا کہ وہاں سے راکٹ چھوڑے جا رہے ہیں۔۔"

” تو یہ آپ لوگ بتائیں کہ آپ لوگ انسان تھے یا جن؟

ماخذ بی بی سی، و دیگر بین الاقوامی ذرائع

حضرت مولانا مفتی عاصم عبداللہ کی چند دیگر تصنیفات

مکتبہ حمادیہ کراچی

شاہ فیصل کالونی نمبر 2 کوڈ نمبر 75230

فون نمبر: 021-34572537, 0333-3558552

Monthly

Karachi

Al-Hammad

REGD. No. M.C 898

حضرت مولانا مفتی عاصم عبداللہ صاحب

اُستاذ و رئیس دارالافتاء جامعہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

آقائے دوجہاں ﷺ کی روزمرّہ کی بابرکت سُنّتیں

اپنے موضوع پر یہ ایک شاہکار کتاب ہے، جس میں آنحضرت ﷺ کے روز و شب کے اعمال و معمولات، اوراد و وظائف اور مختلف شعبۂ ہائے زندگی کے متعلق سنتیں نہایت دلنشین انداز میں بیان کی گئی ہیں۔

ملنے کا پتہ: مکتبہ حمادیہ کراچی

شاہ فیصل کالونی نمبر 2 کوڈ نمبر 75230

فون نمبر: 021-34572537, 0333-3558552

Ammar Hameed